ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

مئی، جون 2023ء

خصوصی شمارہ ”خلافتِ احمدیہ“

خلافتِ احمدیہ سے عہدِ وفا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ
وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ

آج خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدّس فریضے کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سی بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر کونے میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جد و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما !

اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

مئی، جون 2023ء شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ 1444 ہجری قمری جلد 52 شمارہ 5،6

نگران

ملک لال خان
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور فرحان احمد حمزہ قریشی

معاون مدیران

شفیق اللہ، منیب احمد، محمد موسیٰ
اور حافظ مجیب الرحمٰن احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابدؔ اور دیگر معاونین

تزئین و زیبائش اور سرورق

شفیق اللہ، منیب احمد اور انوشہ منور

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

فہرست مضامین

★ قرآنِ مجید اور حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں۔خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	4
★ پیغام : مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	12
★ پیغام : مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب مدیر اعلیٰ احمدیہ گزٹ کینیڈا	13
★ خلافتِ اولیٰ تخم ریزی۔خلافتِ ثانیہ تکمیل از مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب	15
★ ضرورۃ الامام کی پکار از مکرم انصر رضا صاحب	20
★ خلافت کی اقسام اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ از مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب	25
★ اطاعتِ خلافت از مکرم ناصر الدین بلوچ صاحب	31
★ خلافت ہدایت و رہنمائی کا چشمہ رَواں از محترمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ	35
★ خلفائے احمدیت کے حلف اور اوّل خطاب از مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب	43
★ رضائے خدا ہے، رضائے خلافت۔خلافت کے بارہ میں چند حوالے	47
★ میں بھیک مانگتا رہا از محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ	54
★ بچوں کا صفحہ	58

رابطہ : www.ahmadiyyagazette.ca Tel:905-303-4000 Ext:2241 editor@ahmadiyyagazette.ca

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِي الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِي ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ أَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِيْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِيْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَأُولٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ 187:2)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃً عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃً عَلٰی مِنْھَاجِ نُبُوَّۃٍ» ثُمَّ سَکَتَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔

(مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیْحِ۔ بَابُ الْإِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ، اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ)

مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں

اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305 تا 306)

خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ 28/ مئی 2021ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورۃ النور 24:56-57)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

کل 27/ مئی تھی جسے ہم یومِ خلافت کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ یومِ خلافت کی مناسبت اور حوالے سے جماعت میں جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں تا کہ جماعت کی تاریخ اور خلافت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں سے ہم واقف رہیں اور خلافت کی بیعت میں آنے کے بعد ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو احسان کیا ہے کہ ہم نے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کو مانا جو اس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بتانے کے لیے ہم میں بھیجا اور پھر اس کے بعد خلافت کی بیعت میں آئے تا کہ اس تعلیم کو اپنے اوپر بھی لاگو کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائی اور آگے دنیا میں پھیلاتے بھی چلے جائیں۔ پس خلافتِ احمدیہ سے منسلک ہونا ہر احمدی پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اگر ہم اس ذمہ داری کو ادا کریں گے تو تبھی ہم اس احسان کا حق ادا کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا۔ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس میں جہاں اللہ تعالیٰ نے تمکنت عطا فرمانے، خوف کی حالت سے امن میں آنے کا وعدہ کیا ہے وہاں یہ وعدہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ مضبوط ایمان والے ہو، نیک اعمال بجالانے والے بنو، عبادات کا حق ادا کرنے والے ہو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والے نہ ہو، کسی بھی قسم کا شرک کا پہلو تمہارے اندر نہ ہو اور ان چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز بہت ضروری ہے۔ نماز جو اللہ تعالیٰ نے عبادت کا طریقہ بتایا ہے، ان نمازوں کی ادائیگی کرنے والے بنو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بنو اور رسولؐ کی اطاعت انتہائی ضروری ہے۔ ان کے ہر حکم کو ماننے والے بنو۔

پس یہ باتیں جب ہم یاد رکھیں گے اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے، اپنا عہد جو ہم نے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اس پر حقیقی روح کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعاموں سے حصہ لینے والے ہوں گے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور تبھی ہم خلافت کے انعام سے حقیقی فیض پانے والے ہوں گے۔ پس یہ آیت مومنوں کے لیے ایک بہت بڑی

ظہورِ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ مسلمہ پر گزشتہ 113 سال کے دوران نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ایک جھلک

خوشخبری ہے لیکن ساتھ ہی ہمارے لیے فکر کا مقام بھی ہے کیونکہ جو شرائط ہیں اگر اس پر پورا نہیں اترتے رہے تو پھر اس انعام سے حقیقی طور پر فیض نہیں پا سکتے۔ اگر نماز، زکوٰۃ، حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں، حقوق العباد کی ادائیگی نہیں تو پھر جیسا کہ ذکر ہوا اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرنے والے نہیں بن سکتے۔ پس صرف اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کر لینا اور یومِ خلافت منالینا کافی نہیں ہے جب تک ہم حقیقی عبد نہیں بن جاتے۔ پس جب تک ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے نہیں بن جاتے، بندوں کے حق ادا کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے نہیں بن جاتے، اس وقت تک ہمارا یہ یومِ خلافت منالینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ایمانی حالت کیا ہے؟ کیا ہم میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہے؟ کیا ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ سے ہر چیز سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل فرمانبرداری کرنے والے ہیں؟ اور پھر ساتھ ہی ہماری نظر اپنے عمل کی طرف پھرنے والی ہونی چاہیے کہ کیا ہمارا ہر عمل اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہے؟ ہمارے عمل کہیں دکھاوے کے عمل تو نہیں؟ ہماری نمازیں کہیں دکھاوے کی نمازیں تو نہیں؟ ہمارا مال خرچ کرنا، زکوٰۃ دینا کہیں دکھاوا تو نہیں؟ ہمارے روزے کہیں دکھاوے کے روزے تو نہیں؟ ہمارے حج صرف حاجی کہلانے کے لیے تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی کامل فرمانبرداری تو تب ہو گی، دلی سکون اور امن تو تب ملے گا جب ہمارا ہر عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے ہوگا اور تبھی وہ معاشرہ خلافت کے زیرِ سایہ قائم ہو گا جب ہمارا ہر عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس صرف زبانی باتیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہو گا کہ وہ ایمان لانے والے اس سے فیض اٹھائیں گے جن کے عمل صالح ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں کہ جب ایک ذرّہ بھی فساد نہ ہو۔ یاد رکھو انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟“ وہ کون سے چور ہیں؟ وہ یہ ہیں۔ ”ریاکاری (یعنی جب انسان دکھاوے کے لیے ایک عمل کرتا ہے)، عُجب، (ایک عمل کرکے کوئی نیکی کر لی تو پھر دل میں بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں نے بڑی نیکی کر لی۔) اور قسم قسم کی بدکاریاں (جن کو بعض دفعہ انسان محسوس بھی نہیں کرتا) اور گناہ (ہیں) جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اس سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریاء، تکبر حقوق انسان کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔“ (وہ عمل صالح ہے۔ یہ نہیں کہ عمل نہیں کیا بلکہ فرمایا ان کا خیال بھی تمہارے دل میں نہ آئے تب وہ حقیقی مومن بنو گے اور عمل صالح کرنے والے کہلاؤ گے۔) فرمایا ”جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔“ فرمایا کہ ”اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔“

(ماخوذ از ملفوظات۔ جلد 4، صفحہ 274-275)

پس ایمان کے ساتھ عمل صالح انتہائی ضروری شرط ہے۔ پھر فرمایا کہ عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔ یہ نہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ عمل صالح ہے۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے۔ جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزوِ بدن ہو جانے والی ہو جو جسم کا حصہ بن جائے۔ وہ غذا طیب ہے جس میں کسی قسم کی کمی نہ ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو۔ جو اللہ نے حکم فرمایا ہے اس کے مطابق عمل ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور کر کے دکھایا اور فرمایا اس کے مطابق ہو اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو۔ کوئی سستی نہیں ہونی چاہیے۔ اس عمل کو بجالانے میں نہ عُجب ہو نہ ریا ہو نہ وہ اپنی تجویز سے ہو جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے۔ خود اپنی تجویزیں نہ بناتے رہو۔ عمل صالح کے لیے خود تشریحیں نہ کرتے رہو۔ خود یہ نہ کہتے رہو کہ اس سے یہ منشا ہے اور یہ منشا ہے بلکہ حرفاً حرفاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرو تو عمل صالح ہو گا اور فرمایا کہ یہ کبریتِ احمر ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات۔ جلد 6، صفحہ 425-426)

یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے۔ اگر اس حالت کو حاصل کر لیا تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے فیض اٹھانے والے بن گئے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے عہد کو بھی پورا کرنے والے ہیں نہ کہ وہ جو جب اپنے مفاد سامنے آئیں تو عمل صالح کی خود تشریح کرنے لگ جائیں۔ معروف فیصلہ کی خود تفسیر کرنے لگ

> ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ نے جو آپؑ سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق گذشتہ 113 سال سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حرف بہ حرف پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

جائیں۔ان کی اَنا انہیں اپنے قبضہ میں لے لے۔ایسے لوگ جو ہیں انہیں ان کا خلافت سے جڑنے کا اعلان کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بے شک وہ کہتے رہیں ہم خلافت سے جڑے ہوئے ہیں۔ جو خالص ہو کر خلافت کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے یہی لوگ حقیقی رنگ میں خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ خلافت کی حفاظت کرنے والے ہیں اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔خلیفہ وقت کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ان کی تکلیفیں خلیفہ وقت کو ان کے لیے دعائیں کرنے کی طرف متوجہ کرنے والی ہوں گی۔ یہ اعمال صالحہ بجالانے والے ہی ہیں جن کا خلافت سے رشتہ اور خلافت کا ان سے رشتہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔

پس یہ وہ حقیقی خلافت ہے جس میں جماعت اور خلیفۂ وقت کا تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہے اور یہی وہ خلافت ہے جو تمکنت اور امن کا باعث ہے۔ یہی وہ افراد اور خلیفۂ وقت کا تعلق ہے جو دونوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بناتا ہے۔ دوسرے مسلمان خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن دنیاوی حیلوں سے، دنیاوی تدبیروں سے۔ اور یہ حیلے اور تدبیریں انہیں کبھی فائدہ نہیں دے سکتیں اور نہ اس طرح خلافت قائم ہوسکتی ہے جتنا چاہے یہ کوشش کر لیں۔ اب خلافت اسی طرح جاری رہنی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے۔ پس جہاں اس بات سے ہمارے اندر شکر گزاری کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والا ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے وہاں ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق ہیں؟ کیا ہمارے حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ہیں؟

پس ہر احمدی کا ہر لمحہ جہاں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں گزرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے وہاں اپنے جائزے لیتے ہوئے بھی گزرنا چاہیے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کر رہے ہیں؟ اور جب اس سوچ کے ساتھ زندگی گزاریں گے اور پھر اپنے عملوں کو بھی اس کے مطابق کریں گے اور خلافت کے قائم رہنے کے لیے دعائیں بھی کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بھی بنتے چلے جائیں گے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تسلی بھی دی کہ خلافت کا نظام جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو جو خوشخبریاں دی ہیں وہ ضرور پوری ہوں گی اگر ہم ان شرائط کو پورا کرنے والے ہیں۔ چنانچہ رسالہ الوصیت میں آپؑ نے خلافت کے نظام کے بارے میں بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ 22:58)

(خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ)

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 ،صفحہ 304۔305)

ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال نے ہر احمدی کو ہلا کر رکھ دیا وہاں غیروں نے بھی خوشی کے بڑے شادیانے بجائے۔ آپؑ کی وفات پر ایسی ہرزہ سرائیاں کی گئیں کہ انسانیت کو ان کے بارے میں سن کر شرم آتی ہے۔ وہ وہ بیہودہ گوئیاں کی گئیں کہ انسان حیران ہوتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے نام لینے والے اس حد تک بھی گر سکتے ہیں۔ یہ تمام بیہودہ گوئی تو مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن ان کی بعض دوسری کوششوں کا ذکر کر دیتا ہوں کہ کس طرح انہوں نے آپؑ کے وصال کے بعد کوشش کی کہ جماعت کو ختم کیا جائے۔ جماعت کے شیرازے کے بکھرنے کے

ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے فضلوں کے نظارے دکھا رہا ہے اور خلافت کے انعام سے جو ہمیں نوازا ہوا ہے اس کا ہم نے ہمیشہ حق ادا کرنے والا بننا ہے تا کہ قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہم اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

بارے میں اور احمدیوں کو احمدیت سے تائب ہونے کے بارے میں انہوں نے جھوٹی خبریں کس طرح پھیلائیں۔ مثلاً پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کہا کہ مرزائی تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت۔ جلد سوم، صفحہ 204)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد احمدیت سے توبہ کر کے اب ان کے اندر شامل ہو رہے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی صاحب احمدیوں کو مشورہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اب مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے احمدی صاف انکار کر دیں ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت۔ جلد سوم، صفحہ 206)

بڑے سیاسی انداز میں اپنی طرف سے بڑی نرم زبان میں یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ صاحب سنجیدہ طبع تھے بظاہر۔ انہوں نے بڑے سادہ بن کر اور ہمدرد بن کر احمدیوں کو مشورہ دیا ہے کہ مرزا صاحب تو اب فوت ہو گئے، اب تمہیں کوئی نہیں سنبھال سکتا اس لیے چھوڑو احمدیت کو اور آؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ لیکن ان کو نہیں پتہ تھا ان کی آنکھ ان وعدوں کی شان کو نہیں دیکھ سکتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے تھے کہ ”میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔“

(الحکم۔ جلد 11، نمبر 46 مورخہ 24 دسمبر 1907ء، صفحہ 4)

اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کو فرمایا۔ آپؑ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما کر تسلی دی تھی کہ آپؑ کے بعد آپؑ کی خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اور جو وعدے اور پیشگوئیاں ہیں ضرور پوری ہوں گی۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ یہ نبیوں کی جماعت دوسری قدرت کو بھی دیکھتی ہے۔ یہاں نبی کی یہ مثال دے کر ان لوگوں کو بھی یہ جواب دے دیا جو بعض کمزور طبع احمدی لوگ بعض دفعہ یہ کہتے ہوئے جھجکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ یہاں اس کا بھی جواب آ گیا۔ آپؑ نے خود یہ فرما دیا کہ میری جماعت نبی کی جماعت ہے اور میں نبی ہوں اور آپؑ نے فرمایا کہ نبیوں کی جماعت دوسری قدرت کو بھی دیکھتی ہے اور یہی تم لوگ بھی دیکھو گے جو ایمان پر قائم رہو گے اور عمل صالح کرو گے۔

چنانچہ آپؑ قدرت ثانیہ کے جاری رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”غرض“ اللہ تعالیٰ ”دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور 56:24)

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 304-305)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ

جو خالص ہو کر خلافت کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے یہی لوگ حقیقی رنگ میں خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ خلافت کی حفاظت کرنے والے ہیں اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی ان کی تکلیفیں خلیفہ وقت کو ان کے لیے دعائیں کرنے کی طرف متوجہ کرنے والی ہوں گی۔

رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 ،صفحہ 306-305)

سو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ نے جو آپؑ سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق گذشتہ 113 سال سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حرف بہ حرف پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر کہتے تھے کہ ان کا سر کٹ گیا ہے اور اب ان کے پاس کچھ نہیں رہا۔ کچھ باتیں تو میں نے پہلے بیان کیں کہ یہ چھوڑ دیں۔ اب کوئی ان کو سنبھال نہیں سکے گا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں اخبار کرزن گزٹ نے لکھا کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے۔ ان کا سر کٹ چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خلافت کے بعد یہ لکھا کہ ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اَور تو کچھ نہیں ہو گا۔ ہاں یہ کہ وہ تمہیں مسجد میں قرآن سنایا کرے گا۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو کیا پتہ تھا کہ یہی تو وہ عظیم کام ہے جس کے کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں سے ایک عظیم رسول مبعوث ہونے کی دعا مانگی تھی اور یہی وہ عظیم شریعت ہے جسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور یہی وہ کامل اور مکمل کتاب ہے جس کو پڑھنے اور پڑھانے والے دنیا و آخرت میں بامراد ہوتے ہیں۔ یہی تو وہ کتاب ہے جس کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور یہی کام ہے جس کے کرنے کے لیے خلافت کا نظام جاری ہوا ہے۔ بہر حال ان کی یہ بات سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ خدا کرے کہ یہی ہو کہ مَیں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں۔

(ماخوذ از بدر، قادیان۔ 7/جنوری 1909ء جلد 8 ،شمارہ نمبر 10،صفحہ 5)

یہ کام تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور خوب کیا لیکن دشمن کا جو یہ خیال تھا کہ اب جماعت میں انتظامی کمزوریاں پیدا ہو جائیں گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا اس کے دیکھنے کی انہیں حسرت ہی رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافقین اور انجمن کے بعض عمائدین کے فتنوں کو اس سختی سے دبایا کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ کسی قسم کا شر پیدا کر سکے۔ آپؓ نے اپنی خلافت کی پہلی تقریر میں فرمایا کہ:

”اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی۔“

(بدر قادیان 2 جون 1908ء شمارہ نمبر 22 جلد 7 صفحہ 8)

پھر آپؓ نے ایک موقع پر مسجد مبارک میں بڑے جلالی رنگ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے مرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں یعنی وہ حصہ مسجد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ابتدا میں بنا ہوا تھا آپؓ وہاں کھڑے تھے نہ کہ اس حصہ میں کہ جس کی بعد میں جماعت کے چندوں سے ایکسٹینشن ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں تو وہاں بھی نہیں کھڑا ہوتا۔ مَیں تو اصل حصہ مسجد میں کھڑا ہوں جو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا بنا ہوا ہے یا آپؑ کے ابتدا میں تھا بعد کی ایکسٹینشن نہیں تھی۔ اور فرمایا کہ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں یعنی انجمن بھی، ماننے والے بھی یہ سب خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ ہاں مشیر کے طور پر انجمن سے مشورہ لیا جاتا ہے اور یہ مشورہ بھی ضروری چیز ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے، اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔ پھر فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا نکاح پڑھا دینا یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلاں بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لیے خلیفہ کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ فرمایا اس کے لیے تو کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں کہ اس

یہ وہ حقیقی خلافت ہے جس میں جماعت اور خلیفۂ وقت کا تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہے اور یہی وہ خلافت ہے جو تمکنت اور امن کا باعث ہے۔

طرح کی بیعت لوں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت۔ جلد 3 ،صفحہ 262)

پس اس خطاب نے جہاں منافقین کے منصوبے ناکام و نامراد کر دیے وہاں مخالفین کے منہ بھی بند کر دیے اور جس شخص کو بوڑھا کمزور شخص سمجھتے تھے وہ جب خدا تعالیٰ کی تائید سے بولا تو ایسا بولا کہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ تعلّیاں کرنے والے اپنا منہ چھپانے لگے۔ مخلصین جماعت نے ایک نئے عزم کے ساتھ بیعت کا عہد کیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت ترقی کی طرف رواں دواں ہوگئی۔

پھر جب مارچ 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو اس وقت جماعت میں پھر ایک زلزلہ کی کیفیت پیدا ہوئی۔ انجمن کے جو عمائدین انجمن کو ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل جانشین منوانے پر تلے ہوئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے خاموش ہو گئے تھے پھر سر اٹھانے لگے۔ اسی طرح منافقین نے بھی سر اٹھانے کی کوشش کی لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق خلافت کے منصب کو سنبھالنے کا ذریعہ بنا۔ انجمن کے عمائدین کو خطرہ تھا کہ جماعت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کو اگلا خلیفہ منتخب کر لے گی۔ اس لیے انہوں نے بہت کوشش کی کہ خلیفہ نہ ہو۔ کسی نہ کسی طرح یہ بات ٹل جائے چاہے کچھ عرصہ کے لیے ہی سہی۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ نے صاف کہا کہ خلیفہ تو بہرحال ہونا چاہئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی مَیں واضح کر دیتا ہوں کہ مجھے کوئی شوق نہیں کہ میں خلیفہ بنوں۔ تم جسے چاہو خلیفہ بنا لو مَیں اور میرا پورا خاندان اس کی سچے دل سے بیعت کر لیں گے۔ لیکن یہ لوگ جو اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھتے تھے اور ان کو خطرہ بھی تھا کہ فیصلہ تو ان کے حق میں ہی ہونا ہے، جو صرف اقتدار چاہنے والے تھے وہ یہ بات نہیں مانے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ نے جب کہا کہ میں کسی کی بھی بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں تم جس کو مقرر کرو لیکن خلیفہ بہرحال ہونا چاہئے تو وہ یہ بات نہیں مانے۔ بہرحال پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے مطابق مومنین کی جماعت مسجد نور میں اکٹھی ہوئی اور یہ کم و بیش تقریباً دو ہزار یا زیادہ لوگ ہوں گے۔ سب نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا اور لوگ ایک دوسرے کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے بیعت کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔ دیکھنے والے لکھتے ہیں کہ لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی بیعت میں لا رہے ہیں۔

(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ۔ جلد اول، صفحہ 331-330)

آخر یہ سب کچھ دیکھ کر انجمن کے بعض عمائدین، ان میں سے جو بڑے بڑے چند لوگ تھے، انجمن کا تمام خزانہ لے کر وہاں سے غائب ہو گئے لیکن دنیا نے دیکھا کہ کس طرح خلافت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو تمکنت عطا فرمائی۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باون سالہ دورِ خلافت اس بات کا گواہ ہے کہ وہ نوجوان جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے خلافت کی باگ ڈور کی، کس تیزی سے جماعت کو لے کر ترقی کی منزلوں پر قدم مارتے ہوئے بڑھتا چلا گیا۔ وہ لوگ جو انجمن کا خزانہ خالی کر کے گئے تھے اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ قادیان میں اب عیسائیوں کی حکومت ہوگی۔ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ آج ان کی نسلیں دیکھ رہی ہیں کہ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں وہ ہمیں عیسائیوں کو مسیح محمدی کے جھنڈے تلے جمع ہوتے دکھا رہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کے بے شمار ملکوں میں مشن کھولے۔ افریقہ میں عیسائی مبلغین کو احمدی مبلغین کے سامنے کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ آخر انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ عیسائیت کے پھیلاؤ میں احمدیت ایک بہت بڑی روک ہے اور اس کا ان کی رپورٹوں میں ذکر ہے۔ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان پر حملے کے منصوبے ہوں یا تبلیغ کا میدان ہو یا ہجرت کا وقت ہو ہر موقع پر اس اولوالعزم خلیفہ نے جماعت کی کشتی کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ کامیابی کی منزلوں تک پہنچایا اور محفوظ رکھا۔

آخر الٰہی تقدیر کے مطابق نومبر 1965ء میں جب آپؓ کی وفات ہوئی تو الٰہی وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کو کھڑا کیا۔ پھر جماعت کو اللہ تعالیٰ نے خوف سے امن میں لاتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا اور پھر جماعت ترقی کی منزلوں پر قدم مارنے لگی۔ افریقہ میں سکول اور ہسپتال جاری ہونے کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ احمدیت کے افریقہ میں تعارف کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ دنیا میں جماعت کا تعارف بڑھنے لگا۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا افریقہ کے بعض ممالک کا پہلا دورہ ہوا جس کے غیر معمولی اثرات نظر آنے لگے۔ کسی بھی خلیفہ کا افریقہ کے ممالک میں یہ پہلا دورہ تھا جو خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ہر احمدی کا ہر لمحہ جہاں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں گزرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے وہاں اپنے جائزے لیتے ہوئے بھی گزرنا چاہیے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کر رہے ہیں؟

کیا۔ 1974ء میں حکومتِ وقت نے احمدیوں کے خلاف ایک سخت مہم چلا کر احمدیوں کے خلاف غیر مسلم ہونے کا قانون پاس کیا تو خلافت کی ڈھال کے پیچھے اس خوفناک حملے سے بھی جماعت کامیاب ہو کر نکلی اور دشمن کی جماعت کی ترقی کو روکنے کی کوشش ناکام و نامراد ہوئی۔ دشمن جو جماعت کے ہاتھوں میں کشکول دینے کی باتیں کرتا تھا اس کی خواہش خاک میں مل گئی اور اللہ تعالیٰ نے مالی کشائش کے نئے نئے رستے کھول دیے۔ لوگوں کو، جماعت کے افراد کو جو معاشی لحاظ سے بالکل ہی کرپل (cripple) کر دیا گیا تھا یا کوشش کی تھی کہ ختم کر دیں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مالی کشائش بھی عطا فرمائی اور پھر باہر نکلنے کے رستے بھی کھولے۔ پس وہ لوگ جو 74ء کے بعد جرمنی میں اور بعض دوسری جگہوں پر باہر آئے ہیں ان کو مالی کشائش ملی ہے ان کو یہ باتیں اپنی نسلوں اور اولاد کو بھی بتانی چاہئیں کہ کس طرح دشمن نے ایک کوشش کی تھی اور کس طرح خلافت کے سائے تلے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے نئے رستے کھولے اور پہلے سے ہزاروں گنا زیادہ مالی کشائش عطا فرمادی۔

پھر جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی ہم سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ جماعت کے خوف کو امن میں بدلا۔ دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر اس وقت حواس باختہ ہو چکا تھا۔ اس نے نئے سرے سے حملے کا منصوبہ بنایا اور کوشش کی کہ خلافت احمدیہ کو عضوِ معطل کر دیا جائے۔ یہاں دشمن نے اپنے زعم میں سر کاٹنے کی کوشش کی لیکن ان جاہلوں اور عقل کے اندھوں کو کیا پتہ کہ خدا تعالیٰ کے منصوبے کیا ہیں! غیر معمولی تائید و نصرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پاکستان سے ہجرت کروائی اور دشمن دیکھتا رہ گیا اور پھر ہجرت کے بعد خلافتِ رابعہ میں ترقیات کا ایک نیا دور شروع ہوا اور سیٹلائٹ کے ذریعہ خلیفہ وقت اور احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام احمدیوں کے گھروں کے ساتھ ساتھ غیروں کے گھروں میں اور ہر ملک میں پہنچنا شروع ہو گیا اور تبلیغ کے نئے رستے کھلے۔ کئی ملکوں میں احمدیت کے پودے لگے اور حقیقی اسلام کی تعلیم پھیلنی شروع ہوئی۔ قرآن کریم کی اشاعت پہلے سے بڑھ گئی۔ اس کے تراجم نئی نئی زبانوں میں شروع ہوئے۔

پھر الٰہی تقدیر کے مطابق اپریل 2003ء میں خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو پھر جماعت کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور دشمن کے خیال میں ان کے لیے احمدیت کو ختم کرنے کا ایک بہت بہترین موقع تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اس نے ایک دفعہ پھر جماعت کو سنبھالا اور ایسا سنبھالا کہ مخالف مولوی بھی کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ ہم تمہیں سچا نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن یہ ماننے کے باوجود کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہے پھر بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مومنین کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور اسلام کی تاریخ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافتِ خامسہ کا دور شروع ہوا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافتِ راشدہ چار خلافتوں تک محدود تھی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھی اور اب جو خلافتِ خامسہ کا دور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے شروع ہوا تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جس طرح اسلام کی تاریخ میں بہت سے نئے باب کھلے ہیں خلافت خامسہ بھی انہی کا ایک حصہ ہے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ اب تو جماعت کی قیادت اتنے مضبوط ہاتھوں میں نہیں ہے لیکن ان کو کیا پتہ کہ اصل ہاتھ تو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جس کی تائید میں اور جس کے ساتھ ہو اسے مضبوط کر دیتا ہے۔ آج دشمن کی حسد کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ جماعت کا جو تعارف اور دنیا میں اس کا غیر معمولی طور پر اظہار اس دور میں، ہر طبقے میں اور ہر سطح پر ہوا ہے یہ غیر معمولی ہے۔ میں تو ایک بہت کمزور انسان ہوں میری کسی خوبی کی وجہ سے یہ ترقی نہیں ہو رہی۔ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں جماعتِ احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے تو یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اشاعتِ قرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کام مختلف زبانوں میں بہت بڑھ چکا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پہلے ایک زبان میں تھا اور ایک چینل تھا۔ اس وقت دنیا میں ایم ٹی اے کے آٹھ مختلف چینل کام کر رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ایم ٹی اے سٹوڈیوز بن گئے ہیں جہاں سے ایم ٹی اے کے پروگرام جاری رہتے ہیں۔ اب ایک جگہ سٹوڈیو نہیں ہر جگہ بن چکے ہیں، ہر جگہ تو نہیں لیکن کئی

اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تعلق قائم کرنے کے لیے ایک نیا رستہ بھی سمجھا دیا ہے۔ جو آن لائن ملاقات یا ورچوئل ملاقات کے ذریعہ سے اس کووڈ کی بیماری کی وجہ سے سامنے آیا، اس ذریعہ سے میٹنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ ملاقاتیں بھی ہو رہی ہیں جس سے براہِ راست جماعتوں سے رابطہ ہو رہا ہے۔

جگہ افریقہ میں بھی اور نارتھ امریکہ میں بھی اور یورپ میں بھی بن چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پاکستان کی حکومت نے اس پر مختلف طریقوں سے پابندی لگائی ہے تو دنیا کے دوسرے ممالک میں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے راستے کھول دیے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تعلق قائم کرنے کے لیے ایک نیا رستہ بھی سمجھا دیا ہے جو آن لائن (online) ملاقات یا ورچوئل (virtual) ملاقات کے ذریعہ سے اس کووڈ کی بیماری کی وجہ سے سامنے آیا۔ اس ذریعہ سے میٹنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ ملاقاتیں بھی ہو رہی ہیں جس سے براہِ راست جماعتوں سے رابطہ ہو رہا ہے۔ لوگ خلیفۂ وقت سے براہ راست راہنمائی لے رہے ہیں۔ میں یہاں لندن سے کبھی افریقہ کے کسی ملک سے، کبھی انڈونیشیا سے، کبھی آسٹریلیا سے، کبھی امریکہ سے ملاقات کر لیتا ہوں تو یہ سب خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے ہیں۔ پس ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے فضلوں کے نظارے دکھا رہا ہے اور خلافت کے انعام سے جو ہمیں نوازا ہوا ہے اس کا ہم نے ہمیشہ حق ادا کرنے والا بننا ہے تا کہ قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہم اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اللہ تعالیٰ نے ترقیات کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن ہمیں اس سے فیض پانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے اُس کے آگے جھکنا ہوگا۔ خلافت کی نعمت کا اظہار ہمارے ہر قول اور فعل سے ہونے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے کامل اطاعت کا عہد آخری سانس تک نبھانے کے لیے ہمیں ہر قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے تبھی ہم قیامت تک اپنی نسلوں کو خلافت کا مطیع بنانے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں سے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کی یقین دہانی کروائی ہے جو ایمان پر قائم رہتے ہوئے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 309)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304-303)

پس ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ترقیات تو ہونی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ سلسلہ کی پوری ترقی کے نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدوں کو پورا کرنے والا بنائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا ہونے کا نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ ہماری عبادتیں، ہماری نمازیں، ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ ہم خلافت کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں اور اس بارے میں اپنی نسلوں کو بتانے والے ہوں تا کہ قیامت تک ہماری نسلیں اس نعمت سے فیضیاب ہوتی چلی جائیں۔ آج پھر مَیں دعاؤں کا کہنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مظلوم احمدیوں کو جہاں کہیں بھی ہیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مظلوم مسلمانوں کو جہاں بھی ہیں، فلسطین کے یا کہیں بھی ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمائے۔ اور جو احمدی ہیں ان سب کو توفیق دے کہ وہ حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور حقیقی احمدی بنیں اور وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابھی تک پہچان نہیں رہے اللہ تعالیٰ انہیں پہچاننے اور بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام دنیا میں ہم جلد از جلد اسلام کا جھنڈا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھیں اور تمام دنیا میں ہم توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 18؍ جون 2021ء صفحہ 5 تا 9)

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا
کا احمدیہ گزٹ کی پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر
خصوصی شمارہ خلافتِ احمدیہ کے لئے پیغام

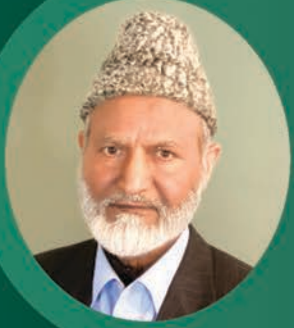

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا نے پچاس سال مکمل ہونے کے موقع پر احمدیہ گزٹ کینیڈا کا ایک خصوصی شمارہ خلافتِ احمدیہ شائع کیا ہے۔ جس میں خلافت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت علمی، تاریخی، تحقیقی اور ایمان افروز مضامین شامل ہیں نیز اس میں خلافت کے بارہ میں قیمتی اور مستند حوالہ جات پر ایک مختصر مگر جامع مقالہ شائع ہوا ہے جو بے حد مفید ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر احباب جماعت سے ایک عہد لیا تھا۔ یہ ایک تاریخ ساز عہد ہے۔ جسے اس خصوصی شمارہ کے سرورق کے اندرونی صفحہ پر شائع کیا گیا ہے جو ہمیں بار بار پڑھنا چاہئے اور اس پر ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہئے۔

امر واقع یہ ہے کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے کو اپنی زندگی کا ایک اہم ترین مقصد سمجھتی ہے اور خلیفۂ وقت ہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے سپہ سالار ہیں جو اپنے اس فرض منصبی کو اپنی سب سے اہم اور پہلی ترجیح سمجھتے ہیں۔

پیارے احباب جماعت! یہ تاریخ ساز عہد ہمیں بہت کچھ سوچنے اور اس سے بھی زیادہ، بہت کچھ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس عہد کو خود پڑھیں، اپنے بچوں، اپنے اہل خانہ، دوستوں اور احباب جماعت کے ساتھ اس عہد کے بارہ میں بار بار بات کرتے رہیں اور اپنے جائزے لیں کہ ہم کس طرح حقیقی جوش اور ولولہ کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے عملی اقدام اٹھا سکتے ہیں۔ تا کہ ہمیں وہ منزل حاصل ہو سکے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض وغایت اور ہمارا مقصود ہے۔

ادارہ نے احمدیہ گزٹ کینیڈا کے پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ خلافتِ احمدیہ شائع کیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ تمام مضامین سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور یہ مصمم عہد کریں اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے، خلافت کی جملہ برکات اور فیوض سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا کرے اور ہماری آئندہ نسلوں کو بھی خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور اس کی حفاظت کے لئے ہم ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!

خاکسار

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب مدیرِ اعلیٰ احمدیہ گزٹ کینیڈا کا احمدیہ گزٹ کی پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر خصوصی شمارہ خلافتِ احمدیہ کے لئے پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النّور میں فرمایا ہے کہ اس نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ یہ خلافت بنیادی طور پر نبی پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عملِ صالح سے ہر فردِ جماعت میں قائم ہوتی ہے۔ جب انفرادی طور پر ہر فردِ جماعت اس زمین پر اس خلافتِ الٰہیہ کا امین ہے تو اس کے اجر، اعزاز اور انعام کے طور پر اس جماعت میں وہ اس خلافت کو قائم فرماتا ہے جو خلافتِ راشدہ اور علیٰ منہاج النبوّۃ کہلاتی ہے۔ اس نے جس کا وعدہ آیتِ استخلاف میں کیا ہے۔ اس کی پیشگوئی رسول اللہ ﷺ نے بہت واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے اس بارہ میں ایک سے زائد مرتبہ مختلف الفاظ میں اور مختلف طریق سے خبر دی ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

”عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الۡمَھۡدِیِّیۡنَ الرَّاشِدِیۡنَ تَمَسَّکُوۡا بِھَا وَعَضُّوۡا عَلَیۡھَا بِالنَّوَاجِذِ“

(سنن ابی داؤد۔ کتاب السنّہ، باب فی لزوم السنّۃ)

کہ تم پر میری سنّت پر اور خلفائے راشدین مہدیّین کی سنّت پر عمل واجب ہے۔ اسے اچھی طرح تھامو اور اپنی داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔

یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ جس طرح آپؐ کی سنّت کی پیروی لازم ہے اسی طرح خلفائے راشدین کی سنّت کی تعمیل ضروری ہے اور اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا لازم ہے۔ یعنی رسول کے بعد خلیفۂ راشد بھی شریعت کا پاسبان ہے اور وہ بھی سنّت قائم کرتا ہے اور اس کی پیروی بھی شرعی طور پر از حدّ لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم کو حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہیدؒ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

”خلیفۂ راشد نبی حکمی ہے گو وہ فی الحقیقت پایۂ رسالت کو نہیں پہنچا لیکن منصبِ خلافت احکامِ انبیاء اللہ کے ساتھ منسوب ہوا۔“

(’منصبِ امامت‘ از حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہید (مترجم) صفحہ 87، مطبوعہ 1949ء ناشر حکیم محمد حسین مومن پورہ لاہور)

یعنی خلیفۂ راشد اپنے احکام اور فرمودات میں نبی کی طرح ہی ہے۔ چنانچہ یہ منصب نبی کی متابعت میں سب سے بڑا منصب ہے۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے علیٰ منہاج النبوّۃ کی اصطلاح سے واضح فرمایا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے احکامات اور ارشادات کے لحاظ سے مطاع ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنی تائیدات و برکات کو اسی طرح شاملِ حال رکھا ہے جس طرح وہ نبی کے ساتھ ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو.... خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں، لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت رکھے۔ سو اسی غرض سے

خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353-354)

اس دَور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام میں جماعتِ احمدیہ وہ جماعت ہے جس کا ہر فرد اپنی ذات میں اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے خلیفۂ راشد سے وابستہ فرمایا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع خلیفۃ المسیح کی کامل اتباع اور مکمل پیروی میں اپنی اپنی انفرادی خلافتوں کو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے سیراب کرتے رہیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ انعامِ الٰہی تا قیامت ہم میں قائم رہے۔ اس کے لئے ہمیں امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلافت جوبلی پر کئے گئے عہد پر قائم رہنے، عمل کرنے اور اسے اپنے دلوں میں زندہ رکھنے نیز اپنی اولادوں کو اس پر پختگی کے ساتھ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ برکاتِ نبوّت سے فیضیاب کرتا رہے۔ آمین اللھمّ آمین

خاکسار

ہادی علی چوہدری

چیف ایڈیٹر احمدیہ گزٹ کینیڈا

پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اطاعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں، یہ بھی موت ہوتی ہے۔ جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 حاشیہ)

ذیل میں اطاعت امام کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک نہائت ایمان افروز واقعہ آپ کے اپنے الفاظ میں پیشِ خدمت ہے۔ فرمایا:

"بھیرہ میں پہنچ کر میرا ارادہ ہوا کہ میں ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفا خانہ کھولوں اور ایک عالی شان مکان بنالوں۔ وہاں میں نے ایک مکان بنایا۔ ابھی وہ ناتمام ہی تھا۔ اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ میں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا۔ اور میرا جی چاہا کہ حضرت صاحب کو بھی دیکھوں۔ اس واسطے میں قادیان آیا۔ چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانہ پر عمارت کا کام شروع تھا۔ اس لیے میں نے واپسی کا یکہ کرایہ کیا تھا۔ یہاں آ کر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لیکر رخصت ہوں۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ میں نے کہا ہاں اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ یکہ والے سے میں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپؑ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ میں نے حسب الارشاد بیوی کے بلانے کے لیے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لیے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آ گئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوالیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلالیں۔ لیکن مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو نورالدین کے متعلق الہام ہوا ہے۔ اور وہ شعر حریری میں موجود ہے

لَا تَصْبُوَنَّ اِلَی الْوَطَنِ فِیْہِ تُھَانُ وَ تُمْتَحَنُ

خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میری واہمہ اور خواب میں بھی پھر مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔"

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین مرتبہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ نمبر 191 تا 192)

(ماخوذ از "خلفائے احمدیت کی مثالی اطاعتِ خلافت"

بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2019ء)

گُلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید بباغِ ماست اگر قسمتت رسا باشد

قدرتِ اولیٰ تخم ریزی۔ قدرتِ ثانیہ تکمیل

مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا

انبیاءو مرسلین کے الٰہی مشن کو مٹانے کی ہر کوشش میں ناکامی کے بعد اُن کے مخالفین بالآخر اس آس میں بیٹھ جاتے ہیں کہ ان مرسلین کا سلسلہ بس ان کی حیات کے ساتھ وابستہ ہے جیسے ہی یہ اس دنیا سے رخصت ہوں گے ان کا سلسلہ بھی دنیا سے رخصت ہوجائے گا،اس کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے قرآن کریم میں ملتی ہے جب اُن کے مخالفین نے کہا:

فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ (سورۃ المومنون 26:23)

یعنی کچھ عرصہ تک اس کے بارہ میں انتظار کرو۔

علامہ القرطبی اپنی تفسیر میں اس آیت کے معنی میں لکھتے ہیں:

أي اِنْتَظِرُوْا مَوْتَهٗ. یعنی اس کی موت کا انتظار کرو۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن/القرطبی۔المومنون 25:23)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے جاری ہونے والی جماعت احمدیہ مسلمہ کے متعلق بھی مخالفین میں اسی قسم کی قیاس آرائیاں تھیں چنانچہ انڈیا میں لمبا عرصہ کام کرنے والا ایک سکاٹش مشنری J. Murray Mitchell حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھتا ہے:

"The Mirza is about sixty five years of age… When he dies, what then? His claims are at once exploded, his name becomes a byword, and the movement collapses. What will become of his followers? Probably some will return to Islam…That transition will be far more easily made when this extraordinary man is finally dead and gone."

(The Missionary Review of the World, Vol: XVII (new series) February 1904 page 100, Funk & Wagnallis Company New York)

یعنی مرزا (صاحب) کی عمر تقریباً پینسٹھ سال ہے... جب وہ مرجائیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ ان کے دعوے ایک دم معدوم جائیں گے، ان کے نام کی حیثیت ثانوی سی رہ جائے گی اور تحریک منہدم ہوجائے گی۔ ان کے پیروکاروں کا کیا بنے گا؟ غالباً کچھ لوگ (مروّجہ) اسلام کی طرف لوٹ جائیں گے.... یہ تبدیلی اس وقت کہیں زیادہ آسانی سے وقوع پذیر ہوگی جب آخر کار یہ غیر معمولی آدمی فوت ہوکر اس دنیا سے چلا جائے گا۔

اسی طرح اخبار ”عصر جدید“ کے ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی (وفات:3/ستمبر 1915ء) سیکرٹری صیغہ اصلاح تمدن محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے سلسلہ احمدیہ کو ”چند روز میں مٹنے والے فرقوں“ میں شمار کیا۔

(ماہنامہ عصر جدید میرٹھ نومبر 1903ء جلد1، نمبر11، صفحہ 407،408)

پس گو کہ مخالفین اسی آس میں ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انبیاء کی وفات کے بعد اپنی دوسری قدرت یعنی خلافت کو جاری کر کے مخالفین کی آس کو یاس میں بدل دیتا ہے اور انبیاء کے سلسلے کو خلافت جیسی نعمت عظمیٰ کے سائے میں پروان چڑھاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

”بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور دکاندار ہے کسی اتفاق سے اس کی دکان چل پڑی ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہوجاوے گا تب اللہ تعالیٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کے سلسلہ کو نئے سرے سے پھر قائم کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا... تب خدا تعالیٰ نے ابوبکر کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا، اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اس وقت ادھورا رہ جاتا... اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے۔“

(ملفوظات۔جلد پنجم، صفحہ 2۔ نظارت اشاعت ربوہ)

مخالفین نے حضرت اقدسؑ کی وفات پر بہت جشن منائے اور اپنی طرف سے یہ گمان کیا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور اعتراضات اٹھائے کہ کئی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور کئی منصوبے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے عین اسی وقت خلافت کو قائم کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور منصوبوں کی تکمیل کے سامان کیے۔ اس بات کا اعلان آپؑ نے آغاز احمدیت میں ہی کر دیا تھا کہ ممکن ہے بعض پیشگوئیاں آپؑ کے بعد آپؑ کے متبعین کے ذریعے پوری ہوں چنانچہ آپؑ اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ میں فرماتے ہیں:

”یاد رکھنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کے وعدے جو اس کے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی نسبت ہوتے ہیں کبھی تو بلاواسطہ پورے ہوتے ہیں اور کبھی بالواسطہ اُن کی تکمیل ہوتی ہے۔... ایسا ہی ہمارے سیّد و مولیٰ نبی کریم ﷺ کی نسبت توریت میں بعض پیشگوئیاں ہیں جو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بلاواسطہ پوری نہیں ہو سکیں بلکہ وہ بالواسطہ اُن خلفائے کرام کے پوری کی گئیں جو آنحضرت ﷺ کی محبت اور پیروی میں فانی تھے۔ سو اس میں کون کلام کرسکتا ہے جو ایک مامور من اللہ کی نسبت جن جن فتوحات اور امور عظیمہ کا تذکرہ پیشگوئی

کے لباس میں ہوتا ہے اس میں یہ ہرگز ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ وہ سب کچھ اُسی کے ذریعہ سے پورا بھی ہو جائے بلکہ اُس کے خالص متبعین اس کے ہاتھوں اور پیروں کی طرح سمجھے جاتے ہیں اور ان کی تمام کاروائیاں اُسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔... پس جب کہ یہ محاورہ شائع متعارف ہے تو... یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے اُن کی تکمیل کرائی جائے گی کہ جو پورے طور پر پیروی کی راہوں میں فانی ہونے کی وجہ سے اور نیز آسمانی روح کے لینے کے باعث سے اس عاجز کے وجود کے ہی حکم میں ہوں گے۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3 ،صفحہ 316-318)

ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

"یہ سنت اللہ ہے کہ جس قدر مامور دنیا میں آتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ اُن کے ہی زمانہ میں پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متبعین کے ہاتھوں سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے ہی ہاتھ پر وہ تکمیل سمجھی جاتی ہے خود آنحضرت ﷺ کے عہدِ رسالت میں مکّہ، مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا اور بہت سے امور کی تکمیل صحابہؓ کے ہاتھ پر ہوئی جو درحقیقت آنحضرت ﷺ ہی کی کامیابی اور آپ کے دستِ مبارک پر ہی تکمیل تھی۔"

(ملفوظات۔ جلد چہارم، صفحہ 574)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی ابھی کئی الہامات اور پیشگوئیوں کا پورا ہونا باقی تھا، کئی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عین اسی وقت خلافت کو قائم کر کے اس سلسلہ کی تکمیل کے سامان کیے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کن کن الہامات اور کن کن منصوبوں کے مکمل ہونے کے سامان کیے یہ ایک طویل مضمون ہے لیکن وقت کی مناسبت سے چند باتیں بطور مثال پیش کرتا ہوں:

الہامات

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الحکم۔ 5 مارچ 1897ء، صفحہ 13۔ تذکرہ صفحہ 260)

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید، تیری عظمت، تیری کمالیت پھیلاوے، خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا۔... میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈالوں گا۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3 ،صفحہ 442,441)

"وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20 ،صفحہ 66)

اسی طرح اس مضمون کے اور بھی الہام ہیں لیکن حضور علیہ السلام کی زندگی میں تو یہ ابھی پورے نہ ہوئے تھے حالانکہ حضرت اقدسؑ نے الہامات کے بارے میں ہی فرمایا تھا کہ یہ وہ الہام اور پیشگوئیاں ہیں "جن پیشگوئیوں کی سچائی پر میری سچائی کا حصر ہے..." (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 441) پس یہ سب الہامات اور پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کے ذریعے ہی پوری ہوئیں۔ ایک طرف تو قیام خلافت کے متعلق بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دوسری طرف خلافت کے ذریعے ہی دوسری پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے سامان اللہ تعالیٰ نے کیے۔ براہین احمدیہ کے دور یعنی 1880ء کے زمانے کے یہ الہام ہیں کہ

يَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِی اِلَيْهِم مِنَ السماء
يَأْتُونَ مِن كل فَجٍّ عَمِيقٍ
يَأتِيكَ مِن كل فجٍ عميق
وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النّاس

جو کہ اسی دور میں بہت جلد پورا ہونے شروع ہو گئے تھے۔

بعد ازاں یہی الہام آپ کو دوبارہ ہوئے تو آپؑ نے اپنے اشتہار فروری 1897ء میں تحریر فرمایا:

"ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا

وَسِّع مکانک۔ یأتون مِنْ کلّ فجّ عمیق۔

یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے سو پشاور سے مدراس تک تو مَیں نے اس پیشگوئی کو پوری ہوتے دیکھ لیا مگر اس کے بعد دوبارہ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔"

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد دوم، صفحہ 327۔ اشتہار 17 فروری 1897ء)

آپؑ کی وفات سے دو سال قبل آپؑ کو پھر یہی الہام ہوئے۔ چنانچہ 7/جون 1906ء کے الہام ہیں:

"يَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِی اِلَيْهِم مِنَ السماء
يَأْتُونَ مِن كل فَجٍّ عَمِيقٍ
يَأتِيكَ مِن كل فجٍ عميق
وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النّاس"

(بدر قادیان۔ 14 جون 1906ء، صفحہ 2۔ تذکرہ، صفحہ 535)

ایک طرف اللہ تعالیٰ آپؑ کو وفات کے متعلق الہاماً خبر دے رہا تھا اور دوسری طرف الہام کے ذریعے سے ہی دور دور سے کثرت سے لوگوں کے آنے کی خبر دے رہا تھا اتنی کثرت کہ فرمایا تو لوگوں سے تھک نہ جانا۔ حضور علیہ السلام نے یہ 1897ء میں ان الہامات کے پھر ہونے پر فرمایا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔ لہٰذا 1906ء میں بھی ان الہامات کا دوبارہ ہونا اس پیشگوئی کے زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پورا ہونے کی طرف اشارہ تھا جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ خلافت کے ذریعے پوری ہوئی اور آج تک ہوتی چلی جا رہی ہے۔

سلسلہ بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ ماموریت کے بعد اپنی پہلی تصنیف "فتح اسلام" میں اس الٰہی کارخانہ یعنی سلسلہ احمدیہ کی پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں

(1) تالیف وتصنیف کا سلسلہ

(2) اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ

(3) واردین اور صادرین (صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ)

(4) مکتوبات

(5) مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ شامل ہیں اور ان پانچ شاخوں کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔... خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اُس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجُز استعمال اِن پانچ طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد3، صفحہ 25، 26)

آپؑ کی زندگی اصلاح خلق کے مشن میں ان پانچ طریقوں کے بکثرت استعمال اور حسن انتظام سے بھرپور نظر آتی ہے۔ وسائل محدود ہونے کے باوجود آپؑ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پانچ طریقوں کے جاری رکھنے کی ضرور کوئی راہ نکالے گا چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”میں جانتا ہوں کہ اِن پنجگانہ شاخوں کے قائم رکھنے کی سبیل آپ وہ قادر مطلق نکال دے گا جس کے ارادۂ خاص سے اس کارخانہ کی بنا ہے۔“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 29)

خدائے قادر مطلق نے نہ صرف یہ کہ آپؑ کی زندگی میں ان مذکور طُرق میں وُسعت بخشی بلکہ آپؑ کے بعد اپنی دوسری قدرت کے ذریعہ دن بدن ان کو حیرت انگیز بلندیوں تک پہنچایا اور آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کی برکت سے ایک کثیر تعداد حلقۂ بیعت میں شامل ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں افراد جماعت اپنے وقت، آرام اور پیسوں کا حرج کرکے محض اپنے محبوب خلیفہ سے ملاقات کے لیے اور حضور انور کی دعائیں لینے کے لیے خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اشتہارات کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ جدید کے تقاضوں کے مطابق پمفلٹس کے علاوہ ایم ٹی اے اور ڈیجیٹل میڈیا میں بھی ڈھال دیا ہے۔ تالیف وتصنیف اور مکتوبات کے سلسلے کو بھی فضل خدا نے اس قدر وسعت بخشی ہے کہ اس کام کو باحسن سر انجام دینے کے لیے مختلف زبانوں کے ڈیسک قائم کیے گئے ہیں جو روزانہ دربار خلافت میں آنے والے خطوط کے جوابات تیار کرنے کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں بانی جماعت احمدیہ اور خلفائے سلسلہ کا لٹریچر تیار کر رہے ہیں، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے سلسلہ بیعت کے جلد بعد ہی جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا اور اس کی برکات و فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ 341۔ اشتہار 7/دسمبر 1892ء)

خدائے قادر و مطلق نے جہاں قدرت اولیٰ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جلسہ سالانہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازا اور دور دراز کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے مختلف قومیتوں کے افراد کو آپس میں ملایا اور باہمی محبت اور مواخات کے سامان کیے وہاں قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے سائے میں بھی جلسہ سالانہ کو عظیم وسعتوں سے نوازا اور ”اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی“ کے حیرت انگیز نظارے دکھاتے ہوئے ایک طرف دنیا کے مختلف ملکوں کو اپنے اپنے سالانہ جلسوں کے انعقاد کی توفیق دی اور دوسری طرف خلافت کی برکات کے طفیل ہی مرکزی جلسے کو بین الاقوامی جلسے میں ڈھال دیا۔ پس جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی آج اُس پر خلافت احمدیہ کی برکت سے پُرشوکت عمارت کھڑی ہو چکی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے ساتھ مسیح محمدیؑ کے لنگر خانہ میں بھی حیرت انگیز وسعت آچکی ہے، حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

یعنی ایک وہ وقت تھا کہ میرا گزارہ دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑوں پر تھا، اب دیکھو میں بڑے بڑے خاندانوں کا کھلانے والا بن گیا ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ 1957ء کے موقع پر اپنے ایک خطاب بعنوان ”سیر روحانی“ میں جلسہ سالانہ کے ساتھ وابستہ مسیحؑ کے اس لنگر میں مزید الٰہی برکتوں اور وسعتوں کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ لنگر بھی ہمیشہ قائم رہے گا اور کبھی نہیں مٹے گا کیونکہ اس کی بنیاد خدا کے مسیح موعودؑ نے قائم کی ہے۔ ... ایک لنگر امریکہ میں بھی ہوگا، ایک انڈیا میں بھی ہوگا، ایک جرمنی میں بھی ہوگا، ایک روس میں بھی ہوگا، ایک چین میں بھی ہوگا، ایک انڈونیشیا میں بھی ہوگا، ایک سیلون میں بھی ہوگا، ایک برما میں بھی ہوگا، ایک شام میں بھی ہوگا، ایک لبنان میں بھی ہوگا، ایک ہالینڈ میں بھی ہوگا۔ غرض دنیا کے ہر بڑے ملک میں یہ لنگر ہوگا۔“

(سیر روحانی نمبر 11۔ انوار العلوم۔ جلد 26، صفحہ 342، 343)

الحمد للہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا لنگر خانہ کروڑوں روپے کے بجٹ میں پہنچ چکا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا کے مختلف ملکوں میں ”لنگر ہوگا“ والی پیشگوئی ”لنگر ہے“ کی حقیقت میں پوری ہو چکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مائدہ خلافت احمدیہ کے سائے میں اب خاندانوں کی بجائے قوموں کو کھلانے والا بن گیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سچی جماعتوں کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ ان پر مخالفت کے شدید پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بھی اپنی جماعت کو آئندہ آنے والی شدید مخالفت کی آندھیوں اور مصائب سے آگاہ فرمایا ہے۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ضمن میں فرمایا:

”اُس خدا کا یہ صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان

کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ مَیں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور مَیں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کرو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو مَیں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا، سو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جاوے گی۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم، صفحہ 502)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس تحریر میں ''میں یقین رکھتا ہوں'' کے الفاظ کے ساتھ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ''خدا تعالیٰ بہت سے اُن کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دامنِ خلافت سے وابستہ فرزندانِ احمدیت نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی قائم مقامی میں صبر و استقلال، ثابت قدمی اور ایمان کی مضبوطی کے نہایت ایمان افروز نظارے دکھائے۔ ان ''مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ'' کے مصداق وجودوں نے دین کی خاطر عظیم الشان داستانیں رقم کی ہیں۔ ہر ایک شہید کی شہادت تاریخ احمدیت کا ایک درخشندہ باب ہے۔ شہادتوں کا یہ سلسلہ افغانستان، پاکستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، انڈیا، شام، عراق، سری لنکا، امریکہ، ٹرینیڈاڈ، مصر، البانیہ اور قرغیستان تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانشینی کا دعویٰ کرنے والے تو اور بھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہادت کا مقام و مرتبہ صرف اور صرف حقیقی جانشین یعنی خلافت کی اتباع میں رکھا ہے کیونکہ ایمان و استقامت، صبر اور جانثاری جھوٹے لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی، اُن کے نازک پیر اُس ہولناک جنگل اور پُر خار بادیہ کو طے نہیں کر سکتے جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔

وصیت

رسالہ وصیت میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی منشاء کے مطابق نظام وصیت کی بنیاد ڈالی اور اس کی ترقی اور وسعت کے متعلق فرمایا:

''اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔... اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہوں گے اُن کا بھی یہی فرض ہو گا کہ اُن تمام خدمات کو حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 ،صفحہ 319)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی نظام وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''جائز ہو گا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو ان کی ہدایت کے تابع ہوں۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 326)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان ہدایات کو عملی طور پر پورا کرنے کی توفیق بھی خلافت کو ہی ہوئی اور نظام وصیت کے آغاز سے لے کر آج تک یہ نظام الحمد للہ ترقی کرتا چلا جا رہا ہے اور اشاعت اسلام میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہی حضرت اقدس علیہ السلام کے اس فرمان کی تکمیل ہوئی کہ ''اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو ان کی ہدایت کے تابع ہوں۔'' آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی انجمن کے تابع دور دراز ملکوں میں نظام وصیت کارفرما ہے۔

منکرین خلافت نے ''دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں'' کو پورا کرنا تو دور کی بات، خود نظام وصیت سے ہی منہ موڑ بیٹھے نتیجۃً تمام برکتوں سے محروم ہو گئے۔ دسمبر 1936ء میں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اعلان کیا کہ

''اب میں وہ بات بتلانا چاہتا ہوں جو ہمارے کام میں کمزوری کی وجہ ہوئی۔... ہم نے 'الوصیۃ' کو علمی رنگ میں تو لے لیا اور اس پر اپنے نظام کی بنیاد رکھی لیکن افسوس ہم نے اس کے عملی حصہ کی طرف توجہ نہ کی۔ موجودہ کمزوری اور سست رفتاری کی وجہ یہی فروگزاشت ہے۔''

اپنے امیر کی اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے اخبار ''پیغام صلح'' نے لکھا:

''وصیتوں کی تحریک''... اگر اس پر کماحقہٗ توجہ کی گئی اور صاحب جائیداد احباب نے اس میں پورا حصہ لیا تو ان شاء اللہ اس کے نتائج بہت ہی بابرکت اور شاندار ہوں گے اور یہ تحریک صحیح معنوں میں اشاعت اسلام کی ایک مستقل بنیاد قرار پائے گی۔

(پیغام صلح۔ 3 فروری 1937ء، صفحہ 7)

1937ء میں نظام وصیت کے متعلق یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ ''اگر اس پر کماحقہٗ توجہ کی گئی''۔ رسالہ الوصیت میں قابل ایمان نصیحت تھی کہ

''تمھارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمھارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

جب اس نصیحت پر ہی کماحقہٗ توجہ نہیں کی گئی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نظام وصیت کے متعلق کماحقہٗ توجہ کی توفیق دیتا۔ پس نظام وصیت سمیت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگر تحریکات پر کماحقہٗ عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نظام خلافت کے ساتھ وابستگی رکھی جائے کیونکہ اس کے بغیر ترقیات ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وصیت کا یہ الٰہی نظام خلافت کے سائے میں الحمد للہ ساری دنیا میں پھیل گیا ہے اور اس وقت تک ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد موصیان اس بابرکت نظام میں شامل ہو چکے ہیں۔

طلوع الشّمس من المغرب

آنحضور ﷺ نے قیامت سے قبل ہونے والی علامات میں ایک علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بھی بیان فرمایا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے

کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کیے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں...“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 377,376)

حضور علیہ السلام نے اپنے اس رؤیا کی ایک تعبیر تو یہ فرمائی ہے کہ میری تحریرات ان مغربی ممالک میں پھیلیں گی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کو اس طور پر بھی پورا کیا کہ خلیفہ وقت کو پاکستان سے ہجرت کرنے کی صورت میں لندن میں مقیم ہونے کے سامان کیے جہاں جلد ہی ایم ٹی اے کی نعمت سے نواز کر اس سورج کی شعاعوں کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ان الٰہی نعمتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

دیکھو پھر مغرب کے افق سے کیسا سچ کا سورج نکلا
بجھ گئے دیپ طلسم نظر کے، مٹ گئے جھوٹ کے چاند ستارے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”...مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہئے...میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 516-518)

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا اور آپ کے شروع کردہ بعض منصوبوں کا جن کی تخمریزی تو آپؑ نے خود کر دی تھی لیکن ان کی تکمیل اور ترقی آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء کے ذریعے ہوئی۔ اس فہرست میں اور بھی بہت سی پیشگوئیاں اور منصوبے ہیں لیکن طوالت سے بچتے ہوئے فی الوقت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پس یہ خلافت ہی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نبی کے مشن کو زندہ رکھتا ہے اور انھی کے ذریعہ نبی کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ وہ سارے کام جن کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی، اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعے ان بنیادوں پر عالی شان عمارات تعمیر کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ”فتح اسلام“ میں اپنے قائم کردہ سلسلہ کی پنج شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔ اس کے لیے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 19)

پس خلافت احمدیہ کے ذریعے حاصل ہونے والی ترقیات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ یہ قدم اُسی راہ پر ہے جس پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں ہمیں ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

اپنے ایک فارسی کلام میں آپؑ فرماتے ہیں:

گُلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ ما ست اگر قسمت رسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو۔

(تریاق القلوب)

آخر میں حضور علیہ السلام کی ایک رؤیا پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے، حضور فرماتے ہیں:

”مدت کی بات ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مَیں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور مَیں اکیلا ہوں، سامنے سے ایک لشکر نکلا جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں۔ مجھ پر اُن کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا اور میرے دل میں یہ یقین ہے کہ مَیں اکیلا ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ اندر باغ میں چلے گئے اور ان کے پیچھے مَیں بھی چلا گیا۔ جب مَیں اندر گیا تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب مرے پڑے ہیں اور اُن کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے ہیں اور اُن کی کھالیں اُتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ دیکھ کر مجھ پر رِقت طاری ہوئی اور مَیں رو پڑا کہ کس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے۔

فرمایا:

اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مراد ہیں جو جماعت کو مرتد کرنا چاہتے ہیں اور اُن کے عقیدوں کا بگاڑنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں۔ خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ اُن کو ناکام کرے گا اور اُن کی تمام کوششوں کو نیست و نابود کر دے گا۔“

(بدر قادیان۔ 7/جون 1906ء، صفحہ 3۔ تذکرہ صفحہ 185)

*****

میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں

”میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں۔ نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔“

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام از ملفوظات جلد 1 صفحہ 223 تا 224)

ضرورۃ الامام کی پکار

مکرم انصر رضا صاحب، واقفِ زندگی

مسلمان علماء میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے اسلام میں جماعت اور امام کی ضرورت اور اہمیت کا احساس نہ ہو۔ زیرِ نظر مضمون میں چند قدیم و جدید علماء کے حوالہ جات پیش کئے جارہے ہیں جن میں اس امر کو لازمی بلکہ اسلامی طرزِ حیات کی جان قرار دیتے ہیں۔

قیام والتزامِ جماعت اور اطاعتِ امام کی تاکید کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

فإذا کان قد اوجب فی اقل الجماعات و اقصر الاجتماعات ان یولی احدھم کان ھذا تنبیھًا علی وجوب ذٰلک فیما ھو اکثر من ذٰلک

(الحسبہ فی الاسلام، صفحہ 9)

جب رسول اللہ ﷺ نے قلیل ترین جماعت اور سب سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی ضروری قرار دیا کہ ان میں سے ایک کو امیر بنایا جائے تو اس سے زیادہ تعداد میں تو یہ بالاولیٰ ضروری قرار پائے گا۔

وقال الاوزاعی: خمس کان علیہ اصحاب النبی ﷺ: لزوم جماعۃ و اتباع السنۃ و عمارۃ المسجد و تلاوۃ القرآن و جھاد فی سبیل اللہ۔

(شرح السنۃ از بغوی، جلد اول، صفحہ 209)

اوزاعی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ کے نزدیک پانچ باتیں فرض تھیں: التزام جماعت؛ اتباعِ سنت؛ تعمیرِ مساجد؛ تلاوۃِ قرآن اور اللہ کی راہ میں جہاد۔

امام ابن حجر الہیثمی المکی اپنی کتاب ”الصواعق المحرقہ“ کے مقدمہ ثانیہ کے آغاز میں لکھتے ہیں:

”اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ زمانہ نبوت گزر جانے کے بعد امام کا نصب کرنا واجب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ اہم ترین واجبات میں سے ہے کیونکہ انہوں نے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو دفن نہیں کیا جب تک امام کو مقرر نہیں کرلیا۔“

(الصواعق المحرقہ، صفحہ 56)

تاریخ ابن خلدون کے مقدمہ کی چھبیسویں فصل میں علامہ ابن خلدون اس سوال ”کیا تقرر امام ضروری ہے“ کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

”ہاں ضروری ہے اور اس کا وجوب شرع سے اور صحابہؓ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ نے آپ کو دفن کرنے سے پہلے یہی کام کیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ چُن کر اپنے معاملات ان کے سپرد کر دیئے تھے۔ پھر آپ کے بعد ہر زمانہ میں یہی ہوتا رہا اور اس پر اجماع ہوگیا جو تقرر امام کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔“

(مقدمہ ابن خلدون، جلد اول، صفحہ 222)

امام ابن حزمؒ اپنی کتاب ”الفصل فی الملل والاھواء و النحل“ میں لکھتے ہیں:

”اتفق جمیع أھل السنۃ و جمیع المرجئۃ و جمیع المعتزلۃ و جمیع الشیعۃ و جمیع الخوارج علی وجوب الامامۃ، و أن الأمۃ فرض واجب علیھا الانقیاد لإمام عادل یقیم فیھم أحکام اللہ و یسوسھم بأحکام الشریعۃ التی أتی بھا رسول اللہ ﷺ“

تمام اہل سنت مرجئہ، معتزلہ شیعہ اور خوارج کا اس بات پر اجماع ہے کہ امامت واجب ہے اور ان پر فرض واجب ہے کہ وہ امام عادل کی اطاعت کرے جو ان میں اللہ کے احکام کو قائم کرے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آئی ہوئی شریعت کے مطابق ان میں سیاست کرے۔“

(جلد چہارم۔ باب الکلام فی الإمامۃ والمفاضلۃ، صفحہ 149)

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب ”منصب امامت“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگرچہ کوئی شخص معرفت الٰہی اور تہذیب نفس میں ہزار جدوجہد اور سعی بلیغ کرے لیکن اگر ایمان بالانبیاء نہ رکھتا ہو تو ہرگز نجات اُخروی نہ پاسکے گا۔ اور غضب جبّار و طبقات نار سے ہرگز خلاصی نہ پائے گا۔ اسی طرح اگر چند عبادات اور طاعاتِ دینیہ بجالائے اور احکامِ اسلام میں پوری کوشش کرتا رہے لیکن جب تک امامِ وقت کی اطاعت کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار نہ کرے عبادات مذکورہ آخرت میں اس کے کام نہ آئے گی اور ربِّ قدیر کی دار وگیر سے خلاصی نہ ہوسکے گی۔“

(منصب امامت، صفحہ 122)

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب ”مسئلہ خلافت“ میں امام اور جماعت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اور اسی بناء پر شارع نے اسلام اور اسلامی زندگی کا دوسرا نام ’جماعت‘ رکھا ہے اور جماعت سے علیحدگی کو ’جاہلیت‘ اور ’حیاتِ جاہلی‘ سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آگے بالتفصیل آئے گا ’من فارق الجماعۃ فمات میتۃ الجاھلیۃ‘ اور اسی بناء پر بکثرت وہ احادیث و آثار موجود ہیں جن میں نہایت شدت کے

ساتھ ہر مسلمان کو ہر حال میں التزامِ جماعت اور اطاعتِ امیر کا حکم دیا گیا اگرچہ امیر غیر مستحق ہو، نااہل ہو، فاسق ہو، ظالم ہو، بشرطیکہ مسلمان ہو اور نماز قائم رکھے (ما اقاموا الصلوٰۃ) اور ساتھ ہی بتلادیا گیا کہ جس شخص نے جماعت سے علیحدگی کی راہ اختیار کی تو اس نے اپنے تئیں شیطان کے حوالے کر دیا یعنی گمراہی اور ٹھوکر اس کے لئے ضروری ہے۔ زنجیر کا توڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن کوئی کڑی زنجیر سے الگ ہوگئی تو ایک چھوٹے سے حلقہ کا حکم رکھتی ہے جس کو انگوٹھے سے مسل دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ اپنے خطبوں میں بار بار آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

”علیکم بالجماعۃ فان الشیطٰن مع الفذہ وھو من الاثنین ابعد“

دوسری روایت میں ہے۔

”فان الشیطٰن مع الواحد“

یعنی جماعت سے الگ نہ ہو ہمیشہ جماعت بن کر رہو کیونکہ جب کوئی تنہا اور الگ ہوا تو شیطان اس کا ساتھی ہوگیا۔ دو انسان بھی مل کر رہیں تو شیطان ان سے دور رہے۔ یعنی اتحادی و جماعتی قوت ان میں پیدا ہوگئی۔ اب وہ راہِ حق سے نہیں بھٹک سکتے۔ یہ الفاظ مشہور خطبہ جابیہ کے ہیں جو عبداللہ بن دینار، عامر بن سعد، سلیمان بن یسار وغیرہم سے مروی ہیں اور بیہقی نے امام شافعی کے طریق سے نقل کیا... خلاصہ ان سب کا یہی ہے کہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہو کر رہو۔ جو جماعت سے الگ ہوا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ افراد تباہ ہوسکتے ہیں لیکن ایک صالح جماعت کبھی تباہ نہیں ہوسکتی، اس پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

(مسئلہ خلافت، صفحہ 30,29)

”جماعت سے الگ ہو کر رہنے کو یا ایسی منتشر زندگی کو جو ایک بندھی اور سمٹی ہوئی جماعت کی شکل نہ رکھتی ہو اور کسی امیر کے تابع نہ ہو اسلام نے غیر اسلامی اور ابلیسی راہ قرار دیا ہے۔ انفرادی زندگی کو وہ زندگی ہی نہیں مانتا۔ اسلامی زندگی ’جماعت‘ ہے۔ جماعت سے مقصود افراد کا ایسا مجموعہ ہے جس میں اتحاد، ائتلاف، امتزاج اور نظم ہو۔“

(ایضاً صفحہ 46,45)

”اجتماع کے یہ خواص و اوصاف نہ تو حاصل ہوسکتے ہیں اور نہ قائم رہ سکتے ہیں جب تک کوئی بالاتر، فعال اور مدبر طاقت وجود میں نہ آئے اور وہ منتشر افراد کو ایک متحد اور مؤتلف و ممزوج اور منظم جماعت کی شکل میں قائم نہ رکھے۔ پس ایک امام کا وجود ناگزیر ہوا۔ اور اسی لئے ضروری ہوا کہ سب سے پہلے تمام افراد ایک ایسے وجود کو اپنا امام و مطاع تسلیم کریں جو بکھرے ہوئے اجزاء کو اتحاد و ائتلاف اور امتزاج و نظم کے ساتھ جوڑ دینے اور اُڑے ہوئے ذرّوں سے ایک حی و قائم جماعتی وجود پیدا کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اصل مرکز اس طاقت کا امام اعظم یعنی خلیفہ ہے اور پھر ہر ملک ہر آبادی ہر گروہ میں اُس کے ماتحت امام جماعت ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کے کسی چھوٹے سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں کہ بلا قیام امام کے زندگی بسر کریں حتّٰی کہ اگر صرف تین مسلمان بھی ہوں تو چاہئے کہ ایک ان میں سے امام تسلیم کرلیا جائے... سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ جب چاہے سب کو جھکادے جب چاہے سب کو اٹھا کر دے۔ اسلام کی زبان میں ’جماعت‘ سے مقصود ایسا اجتماع ہے۔ انبوہ اور بھیڑ کا نام جماعت نہیں ہے۔“

(ایضاً صفحہ 47)

جماعت و التزام جماعت کے عنوان کے تحت مولانا آزاد لکھتے ہیں:

”یہاں ایک اور اہم اور قابل غور امر یہ بھی ہے کہ اس حدیث اور نیز دیگر احادیث میں ہمیشہ جماعت اور اطاعت خلیفہ کی زندگی کو اسلامی زندگی قرار دیا ہے اور اس کے عکس کو جاہلیت۔ جاہلیت کی زندگی میں ہلاکت کا اصلی تخم کیا تھا؟ قرآن نے واضح کیا ہے کہ تفرقہ اور باہم دگر علیحدگی اور کسی ایک مرکزی قوت کے ماتحت نہ ہونا۔ اسلام نے ظاہر ہو کر زندگی کی جو تخم ریزی کی وہ کیا تھی؟ باہمی اتحاد و ائتلاف کہ تمام منتشر افراد کو ایک متحد جماعت بنا کر نفس واحد کر دیا اور سب کے سر ایک ہی چوکھٹ پر جھکا دیئے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ

(آلِ عمران 3:104)

پس جاہلیت کا دوسرا نام تفرقہ ہوا اور اسلام کا دوسرا نام جماعت اور التزام جماعت۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں یہ حقیقت واضح کی گئی اور اعلان کیا گیا کہ جو شخص جماعت اور اطاعت امام سے الگ ہوگیا گویا وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ اس کی موت اسلام پر نہیں بلکہ جاہلیت پر ہوگی اگرچہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو۔

(ایضاً صفحہ 54)

مسلمانانِ ہند اور نظامِ جماعت کے تحت مسلمانوں کے لئے راہِ عمل تجویز کرتے ہوئے مولانا آزاد لکھتے ہیں:

”لیکن ہمارے لئے اصلی سوال اب یہ نہیں رہا ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا تھا صرف یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس بارے میں مسلمانوں کے لئے راہِ عمل ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ کی طرح اب بھی ایک ہی ہے۔ یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنی جماعتی زندگی کی اس معصیت سے باز آجائیں جس میں ایک عرصہ سے مبتلا ہیں اور جس کی وجہ سے فوز و فلاح کے تمام دروازے ان پر بند ہوگئے ہیں۔ ’جماعتی زندگی کی معصیت‘ سے مقصود یہ ہے کہ ان میں ایک ’جماعت‘ بن کر رہنے کا شرعی نظام مفقود ہوگیا ہے۔ وہ بالکل اس گلّے کی طرح ہیں جس کا انبوہ جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہو کر گم ہوگیا ہو۔ وہ بسا اوقات یکجا اکٹھے ہو کر اپنی جماعتی قوت کی نمائش کرنا چاہتے ہیں، کمیٹیاں بناتے ہیں، کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام اجتماعی نمائشیں شریعت کی

نظر میں ’بھیڑ‘ اور ’انبوہ‘ کا حکم رکھتی ہیں ’جماعت‘ کا حکم نہیں رکھتیں۔ ’بھیڑ‘ اور ’جماعت‘ میں فرق ہے۔ پہلی چیز بازاروں میں نظر آجاتی ہے جب کوئی تماشا ہو رہا ہو۔ دوسری چیز جمعہ کے دن مسجدوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جب ہزاروں انسانوں کی منظم و مرتب صفیں ایک مقصد، ایک جہت، ایک حالت اور ایک ہی امام کے پیچھے مجتمع ہوتی ہیں۔“

(ایضاً صفحہ 207)

”کتاب و سنّت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں: تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہوجائیں اور وہ ان کا امام ہو۔ وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن و سنّت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچون وچرا تعمیل واطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہوجائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ۔ صرف دل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے، مگر نہ تو ’جماعت‘ ہے نہ ’امت‘ نہ ’قوم‘ نہ ’اجتماع‘۔ اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں، قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کردی جاسکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کرسکتی ہے۔“

(ایضاً صفحہ 208)

جماعت اور امام کی اہمیت کے بارے میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اپنے پیر و مرشد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے افکار نقل کرتے ہیں:

”اس وقت سب سے بڑی وجہ ناکامی کی یہی ہوئی کہ مسلمانوں کے سر پر کوئی بڑا نہیں، نہ مسلمانوں کی قوت کسی مرکز پر جمع ہے اور نہ ہوسکتی ہے جب تک کہ بالاتفاق ایک کو بڑا نہ بنالیں۔ اگر امام ہو تو سب کام ٹھیک ہوسکتے ہیں۔“

(اسلام اور سیاست۔ مجموعہ اُفادات مولانا اشرف علی تھانوی صاحب۔ حکیم الامت کے سیاسی افکار از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، صفحہ 54)

”ا: اصل چیز یہ ہے کہ مسلمانوں میں دین پیدا ہو۔

۲: ان کی قوت ایک مرکز پر جمع ہو۔

۳: ان کا کوئی امیر ہو۔

میں بقسم عرض کرتا ہوں اور خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے کہتا ہوں کہ اگر مسلمان مضبوطی کے ساتھ اپنے دین کے پابند ہوجائیں۔ اور تمام آپس کے جھگڑوں کو ختم کرکے متحد ہوجائیں۔ اور اپنی قوت کو ایک مرکز پر جمع کرلیں۔ اور جس کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر بڑا بنائیں اس کے کہنے اور مشوروں پر عمل کریں۔ اس کی اتباع سے اعراض نہ کریں تو پھر نہ اس کو کسی کی شرکت کی ضرورت نہ کسی سے خوف نہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے۔“

(اسلام اور سیاست۔ مجموعہ اُفادات مولانا اشرف علی تھانوی صاحب۔ حکیم الامت کے سیاسی افکار از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، صفحہ 125)

ڈاکٹر محمود عبد المجید الخالدی لکھتے ہیں:

”آج مسلمانوں پر جو ذلت مسلط ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا کے کنارے پر بسنے پر مجبور ہیں، دوسری قوموں کے دم چھلے بن چکے ہیں اور محض ایک قصۂ پارینہ کی حیثیت اختیار کرگئے ہیں، اس کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں نے اقامتِ خلافت کے باب میں سستی سے کام لیا ہے اور شرعی حکم کے التزام میں اپنے لئے خلیفہ کے تقرر میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے جو کہ از روئے شریعت نماز روزے اور حج کی طرح فرض ہوچکا ہے۔ اسلامی تشخص کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے جدوجہد کرنے سے سستی کرنا آج سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس لئے امت پر خلیفہ کا تقرر فرض اور لازم ہے تاکہ مسلمانوں پر اسلامی احکام کا نفاذ ہوسکے اور دعوتِ اسلامی کو تمام اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچایا جاسکے۔“

(قواعد نظام الحکم فی الاسلام، صفحہ 248، طبع اوّل 1400ھ، ناشر دار البحوث العلمیۃ)

دور جدید کے ایک اہلحدیث عالم عبد الرحمٰن گیلانی اپنی کتاب ”جمہوریت اور خلافت“ میں لکھتے ہیں:

”ملّی وحدت تین عناصر سے عبارت ہے، جماعت امیر اور فرد۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لا اسلام الّا بالجماعۃ، ولا جماعۃ الّا بالامیر، ولا امیر الّا بالسمع والطاعۃ

ترجمہ: جماعت کے بغیر اسلام کی سربلندی ناممکن ہے اور امیر کے بغیر جماعت متحد نہیں رہ سکتی اور امیر کی امارت اس وقت تک بارآور نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہر شخص اس کا حکم سن کر اس کی بات نہ مانے۔“

(جمہوریت اور خلافت، صفحہ 19)

قاری لحیٰ اشرف عبد الغفار صاحب ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور اپنے ایک مقالہ ”جماعت سازی کی ضرورت اور اس کی بنیادیں“ میں لکھتے ہیں:

”جماعت ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ایک امام (خلیفہ) پر شریعت کے تقاضوں کے مطابق مجتمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ’جماعت‘ کا لزوم واجب ہے اور اس سے خروج حرام ہے، جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔“

(ماہنامہ حکمت قرآن۔ دسمبر 2007ء، صفحہ۔49)

یہی صاحب اس مضمون میں آگے لکھتے ہیں:

”اقامتِ دین کی جدوجہد کے لئے جماعت کا قیام و التزام لازم ہی نہیں بلکہ واجب اور فرض ہے۔“

(ایضاً صفحہ 50)

علامہ زاہد الراشدی صاحب خلافت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جہاں تک خلافت کی ضرورت اور اس کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے، فقہائے کرام نے اسے امت کی اجتماعی ذمہ داری اور فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں خلافت شرعیہ موجود ہو، جس سے امت کے افراد متعلقہ امور و معاملات میں رجوع کرسکتے ہوں تو

گزارہ ہوجائے گا لیکن اگر کہیں بھی خلافتِ اسلامیہ کا وجود نہیں ہے تو امت مسلمہ بحیثیت امت مجموعی طور پر دینی فریضہ کی تارک و گنہگار ہوگی۔ میرے خیال میں آج کی صورتحال یہی ہے کہ ہم سب دینی فریضہ کے تارک و گنہگار ہیں فقہائے کرام نے خلافت کے وجوب پر ایک دلیل یہ دی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جناب نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے یہی کام کیا تھا، حتیٰ کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی تجہیز و تدفین سے بھی اس کو مقدم کیا۔ اس لیے یہ صرف واجب نہیں بلکہ اہمّ الواجبات ہے۔"

(رسالہ میثاق۔ اپریل 2012ء، صفحہ 51)

ضرورت امام کی دہائی دیتے ہوئے تذکرۃ الرشید کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"اس تاریک زمانہ میں بطحائی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچّی پیشینگوئی کے موافق علماء امّت میں ایک ایسے زبردست عالم کی ضرورت تھی جو من کل الوجوہ قابلِ اعتماد مصلح اور سرتاپا سنت نبویہ کے زیور سے آراستہ کامل اتباع شریعت کاملہ میں مخلوق کے لئے نمونہ اور عالم کے لئے حجت بنے۔ جس کی روحانی قوت ایسی زبردست ہو جس میں متکبر و مغرور مولویوں کو کھینچ لینے کی قابلیت ہو۔ جس طرح علماء میں ہر عالم اپنے خاص گروہ کا سردار بنتا اور ان کے اختلافی امور سلجھاتا ہے اسی طرح یہ مقدس ذات مرجع علماءِ ہند بنے اور مولویوں میں الجھے پڑے مسائل اور مختلف و متنازع فیہ امور کا تصفیہ کرے۔ غرض نیابت رسالت کا عمامہ سر پر باندھے اور مہتمم بالشان و عظیم خدمت کو انجام دے جس کی تکمیل قوم بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کے ذمہ ہوتی تھی شریعت کی شاہراہ کا ہادی و مجدّدِ مذہب قرار پائے اور طریقت کی دشوار گزار سڑک کا راہبر و قطب الارشاد۔ میرے پیارے دینی بھائیو! ذرا غور کرو اور دیکھو کہ اس مسند پر بیٹھنے والے حامی دین اور مصلح قوم بزرگ کے لئے کن کن اوصاف کی ضرورت ہے۔ کیا ہاشمی پیغمبر کے جاوید فیضان نبوت کے بحرِ ذخار سے شاداب ہوئے بغیر اس منصب جلیلہ کے فرائض ادا ہو سکتے ہیں؟ حاشا و کلا ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ اس پاکباز جانشین کو نماز و روزہ صدقہ و زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن ذکرِ الٰہی و طلب حلال وغیرہ ضروری امور کے علاوہ چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی وعظ و نصائح اور اصلاح غیر کے تمام مقدمات و وسائل کی بڑی ضرورت ہے اس لئے وہ استقلال و صبر اور پختگی و استقامت چاہئے جو پہاڑوں کو زائل کر دینے والے مکر و فریب کا مقابلہ کر سکے اور وہ صبر و تحمل ہو جو کوہ شکن مصائب و آلام اور گھبرا دینے والی طعن و تشنیع کے تیروں کی بوچھاڑ کو برداشت کر سکے۔ حرص و ہوس۔ غیظ و غضب حسد و بغض۔ بخل و حب مال۔ رعونت و حبِّ جاہ۔ تکبر و نخوت۔ خود پسندی و عجب۔ ریاء و سمع۔ درشتی و سختی پاس بھی نہ پھٹکی ہو۔ عبادات کے علاوہ عادات و امور مباحہ مثلاً حرکات و سکنات تک میں سنت مصطفویہ کے اتباع و تقلید کا نور جگمگا رہا ہو۔ توبہ و خوف زہد و اتقا۔ صبر و شکر۔ اخلاص و صدق۔ توکل و محبت الٰہی اور رضا بر قضا کی دشوار گزار گھاٹیوں کو زبانی نہیں بلکہ عبور کر کے اور آگے آگے چل کر دکھلا دے۔ صوری وجاہت۔ معنوی ہیبت۔ کریمانہ اخلاق حکیمانہ اشفاق۔ مادرانہ ترحم۔ پدرانہ تادیب۔ لطافت طبع نزاکت و طہارت نفس حسبی شرافت نسبی نجابت میں شہرۂ آفاق ہو۔ فصیح و بلیغ شجاع و بہادر کریم النفس و سخی خاشع و خاضع مہمان نواز و متواضع اور اپنے زمانہ میں کیفیاتِ روحانیہ کی قوت و طاقت میں فرد اور یکتا ہو۔"

(تذکرۃ الرشید، صفحہ 11)

"ایک نئی اور جامع شخصیت کی ضرورت

انیسویں صدی کا یہ ہندوستان جس کی تصویر کشی گذشتہ اوراق میں کی گئی ہے ایک ایسے انسان کا منتظر تھا جس کی نگاہ قدیم و جدید کی اس مصنوعی اور سطحی تقسیم سے بالاتر ہو، اس کے نیک و بد اور خوب و ناخوب کا معیار تاریخ اور زمانہ نہ ہو بلکہ تاریخ اور زمانہ خود اس کا پابند ہو، اسلام اس لئے برتر اور بہتر نہیں ہے کہ وہ آج سے چودہ سو برس پہلے کا مذہب ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کا آخری دین اور انسانیت کی نجات کا واحد راستہ ہے۔ اسی طرح جدید علوم اور جدید ذرائع و وسائل اس لئے قابل قدر اور قابل تعریف نہیں ہیں کہ وہ بیسویں صدی کے صنعتی اور ترقی یافتہ عہد میں ظہور پذیر ہوئے ہیں، بلکہ اس لئے کہ وہ انسانوں کے لئے مفید ہیں اور ان کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس عہد انقلاب کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جس میں نہ حلقۂ مدارس کی طرح ہر جدید سے نفرت اور ہر قدیم سے محبت ہو اور نہ جدید طبقہ کی طرح وہ مغرب کی ذہنی غلامی میں مبتلا اور اندھی تقلید کا شکار ہو، نہ اس میں جزئیات اور غیر ضروری اشیاء پر بیجا اصرار ہو اور نہ دین کے بنیادی اور ضروری اجزاء میں نرمی اور مداہنت۔ وہ ایک طرف زمانے کا نبض شناس، ملک کے سماجی اور عقلی تغیرات، اور نئی نسل کی نفسیات سے بخوبی واقف ہو دوسری طرف ایمان و یقین کا حامل و داعی، معرفت الٰہی کا محرمِ اسرار اور رشد و ہدایت اور اصلاح و تربیت کا قافلہ سالار ہو، عقائد اور اصول کے معاملہ میں فولاد کی طرح سخت ہو اور اجتہادی مسائل اور فروعی اختلافات کے شعبہ میں ریشم کی طرح نرم۔ اس میں مفید خیالات و تجربات سے فائدہ اٹھانے کی پوری صلاحیت اور قابلیت موجود ہو اور قرآن و حدیث کی رہنمائی اور روشنی میں، نیز اپنے اجتہاد و بصیرت، ایمانی فراست، علم و مطالعہ اور فہم و تدبر سے کام لیتے ہوئے ان افکار و خیالات و تجربات میں حسب ضرورت ترمیم و اضافہ کر سکے اور ان کو اپنے اصولوں کے مطابق اور اپنے ماحول کے موافق بنا سکے۔ غرض ایک ایسی شخصیت جو ایمان و یقین اور علم جدید، روحانی قوت اور جدید صلاحیت، اخلاص و محبت اور علم و ثقافت، صالح قدیم ورثہ اور نئے علم و معلومات کو (جو اکثر متضاد خیال کئے جاتے ہیں) باہم جمع کر سکے اور ان میں صحیح تناسب اور فرق مراتب برقرار رکھ سکے اس عہد کی اولین ضرورت تھی۔"

(سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد

محمد الحسنی، صفحہ 106-105)

ایک مرکزی امام کی ضرورت بیان کرتے ہوئے شبلی نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

”اگر افراد، جماعات اور اہل ملک کو ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو اپنی سیاست کے زور سے ان میں صلح و آشتی اور امن وامان پیدا کر دے تو ایک قوم کی قوم بلکہ کل دنیا کے لئے ایسی شخص کی ضرورت کیوں نہ ہو جو ہر گروہ کی استعداد کو پیش نظر رکھ کر اس کے مطابق اس کے حقوق و فرائض کی تعیین کرے۔“

(سیرت النبی ﷺ۔ جلد چہارم، صفحہ 19)

احیائے اسلام اور تجدیدِ دین کے لئے ہر دور میں ایک روحانی شخصیت کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے ابوالحسن علی ندوی صاحب لکھتے ہیں:

”دراصل کوئی مذہب اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتا، ان خصوصیات کو زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رکھ سکتا اور بدلتی ہوئی زندگی پر اثر نہیں ڈال سکتا، جب تک وقتاً فوقتاً اس میں ایسے اشخاص نہ پیدا ہوتے رہیں جو اپنے غیر معمولی یقین، روحانیت، بے غرضی و ایثار اور اپنی اعلیٰ دماغی و قلبی صلاحیتوں سے اس کے تن مردہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دیں اور اس کے ماننے والوں میں نیا اعتماد اور جوش اور قوت عمل پیدا کر دیں، زندگی کے تقاضے ہر وقت جواں ہیں، مادیّت کا درخت سدا بہار ہے، نفس پرستی کی تحریک اور اس کے مذہب کو حقیقۃً کسی تجدید کی ضرورت نہیں کہ اس کی ترغیبات اور اس کے محرکات قدم قدم پر موجود ہیں، پھر بھی اس کی تاریخ اس کے پُرجوش داعیوں اور کامیاب مجدّدوں سے کبھی خالی نہیں رہی جنہوں نے اُس کی جوانی کو قائم اور اس کی دعوت کو اس وقت تک زندہ رکھا ہے۔ اگرچہ پیر ہے مومن جواں ہیں لات و منات۔ اس کا مقابل جب (تک) ایک نئی زندگی اور نئی طاقت کے ساتھ میدان میں نہیں آئے گا اور وقتاً فوقتاً اس کی تجدید نہیں ہوتی رہے گی، تازہ دم مادیّت کے مقابلہ میں اس کا زندہ رہنا مشکل ہے۔“

(تاریخ دعوت وعزیمت۔ حصہ اول، صفحہ 27،26)

”عالم اسلام لیڈرشپ کے قحط کا شکار ہے“

سید حامد علی شاہ موسوی قائد ملت جعفریہ (روزنامہ ایکسپریس 29 اگست 2016ء)

”عوام اب بہت شدت کے ساتھ کسی مسیحا کے منتظر ہیں اور ان کے اضطراب کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ اس دفعہ انہیں اس (کے) ”شجرۂ نسب“ سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔“

(عطاء الحق قاسمی۔ کالم روزن دیوار سے۔ روزنامہ جنگ 31 اکتوبر 2009ء)

”پاکستان اقبال کے خواب، جناح کی تعبیر اور اب اس کی تکمیل کے لئے قوم کو ایک مسیحا کی تلاش ہے۔“

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی۔ تحریک منہاج القرآن۔ (روزنامہ جنگ 20 دسمبر 2011ء)

”ایک مشترکہ قیادت مسلمانوں کو متحد کر سکتی ہے۔ اب یہ سب قائدانہ صلاحیتوں پر منحصر ہے۔ مسلمانوں کا کوئی قائد کہاں ہے؟“

(عبدالقادر حسن۔ کالم غیر سیاسی باتیں۔ روزنامہ ایکسپریس۔ 17 فروری 2012ء)

”جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل علامہ قاری محمد زوّار بہادر نے کہا ہے کہ اُمّت مسلمہ آج خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے کسی غلام کا انتظار کر رہی ہے۔“

(روزنامہ ایکسپریس۔ 17 نومبر، 2012ء)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عالم اسلام کے دینی اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ دانشوران بھی یہ حقیقت اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی فلاح اور اسلام کی ترقی ایک مرکزی متفقہ امام اور اس کے زیر انتظام چلنے والی جماعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لیکن ان کے فہم میں دو غلطیاں ہیں:

1۔ وہ امامت و خلافت کو دنیاوی اور سیاسی حکومت سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر تمام عالم اسلام ایک مرکزی متفقہ شخص کو خلیفہ یعنی سیاسی رہنماء مقرر کر لے تو مسلمان فلاح پا سکتے ہیں۔

2۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی کوششوں سے ایسی خلافت و امامت قائم کر سکتے ہیں۔

گزشتہ چند صدیوں کی ایسی تمام تحریکات کی ناکامی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلافت انسانوں کی کوششوں سے قائم نہیں ہوسکتی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مؤمنین اور صالحین پر انعام ہے جو محض اس کے فضل سے عطا ہوتا ہے اور بحمد اللہ یہ انعام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت کو عطا ہو چکا ہے۔ جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں اسی طرح دنیا میں بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہوسکتے۔ غیر احمدی علماء اور عوام جتنی جلدی اپنی ان دونوں مندرجہ بالا غلطیوں کو جان کر ان سے توبہ نہ کر لیں اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر حقیقی خلافت یعنی خلافت احمدیہ کے زیر سایہ نہ آجائیں تب تک ان کی نجات و فلاح کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

*****

خلافت

کمالات و نورِ رسالت کی مشکوٰۃ
خلافت نبوّت کے منصب کی ظِلّ ہے

نبوّت کی مَنہج پہ وعدہ خدا کا
رسالت کے عارض پہ آفاقی تِل ہے

زمینِ نبوت پہ نخلِ مقدّس
پُرایماں، گُروہی قلوب اس کی گِل ہے

مٹاتی ہے یہ فرقِ معشوق و عاشق
جماعت بدن ہے تو یہ اس کی دل ہے

(محترم ہادی علی چوہدری صاحب)

ایک علمی اور تحقیقی مقالہ

اقسامِ خلافت اور خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب مدیر اعلیٰ و نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

لفظ ’خلف‘ اپنے معنوں کے لحاظ سے وسعت رکھتا ہے اور اس سے مشتق لفظ ”خلیفہ“ بھی کئی رنگ میں اپنے وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔قرآنِ کریم میں لفظ ’خلف‘ قوموں کی جانشین قوموں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور انفرادی طور پر بادشاہوں کے جانشین بادشاہوں کے لئے اور افراد کے جانشین افراد کے لئے بھی آیا ہے۔اسی طرح نیکوں کے نیک جانشینوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور بدوں کے بد جانشینوں کے لئے بھی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنی جانشینی کے لئے اپنی صفات کے مظاہر انبیاء علیہم السلام کو بھی خلیفہ قرار دیا ہے خواہ وہ کسی بڑے نبی کی امّت میں نبی بطور اس کے خلیفہ تھے یا بذاتِ خود آزادانہ طور پر نبی تھے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ قرار دیا گیا۔(سورۃ البقرہ 2:31) اور حضرت داوٗد علیہ السلام کو بھی جو امّتِ موسویہ کے ایک نبی تھے، ”یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ“ (سورۃ صٓ 38 :27) کہہ کر خلیفہ کہا گیا۔کہ اے داوٗد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی پاک فرد کو نبی کی جانشینی میں قائم فرماتا ہے، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ قرار دیا ہے۔اس نے سورۃ النّور میں مومنوں سے اس خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔امّت میں اس موعودہ خلافت کو رسول اللہ ﷺ نے ”خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ“ قرار دیا ہے۔الغرض خلافت کی حسبِ ذیل اقسام ہیں۔

پہلی قسم : نبوّت و رسالت

نبوّت ، خلافتِ الٰہیہ کی وہ اعلیٰ ترین قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانشینی میں زمین پر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ نافذ ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا نمونہ قرآن کریم میں حضرت آدم اور حضرت داوٗد علیہما السلام کے ذکر میں پیش فرمایا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی خلافت میں دنیا میں سب سے بڑے اور اصل خلیفہ اور جانشین اور خدا تعالیٰ کی صفات کے کامل مظہر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمّد مصطفی ﷺ تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام آپؐ کے اس مقامِ رفیع الشّان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ اس جگہ صاحبِ درجاتِ رفیعہ سے ہمارے نبی ﷺ مراد ہیں۔جن کو ظلّی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات جو کمالاتِ الوہیّت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے اور وہ خلافتِ حقّہ جس کے وجودِ کامل کے تحقّق کے لئے سلسلہ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کل کائنات کا ہوا ہے آنحضرت ﷺ کے وجودِ باجود سے اپنے مرتبہ ٔ اتمّ و اکمل میں ظہور پذیر ہو کر آئینہ خدا نما ہوئے۔“

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن، جلد2، صفحہ186، 187حاشیہ)

یہی وجہ ہے دنیا میں سلسلہ روحانیہ میں تمام انبیاء، خلفاء، صلحاء اور اولیاء اللہ خواہ وہ کسی بھی سلسلہ ٔ نبوّت سے تعلق رکھتے تھے، اپنے اوپر نبوّتِ محمدیہ کی چھاپ رکھتے تھے۔جیسا کہ آپؐ خود فرماتے ہیں:

”كُنْتُ مَكْتُوْبًا عِنْدَ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِىْ طِيْنَتِهٖ“

(مسند احمد مسند الشامیین مسند عرباض بن ساریہؓ و کنز العمال۔ جلد 11، صفحہ 449 کتاب الفضائل من قسم الافعال)

کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس وقت سے خاتم النبیینؐ لکھا گیا ہوں جبکہ آدم اپنی تخلیق کے مراحل میں ابھی گیلی مٹی کی حالت میں تھا۔

بالفاظِ دیگر سب انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کے خلفاء اور اس کی صفات کے مظاہر تھے مگر فی الحقیقت آنحضرت ﷺ کے اظلال تھے اور آپؐ کی مہر نبوّت سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے جانشین تھے۔اس حقیقت کو برّ صغیر کے عظیم صوفی حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بروز کے پیرایہ میں واضح فرمایا ہے۔بروز کا سادہ اور آسان مطلب یہ کہ ایک فرد کے اوصاف و اخلاق اور سیرت کے نقوش کسی دوسرے فرد میں ظاہر ہوں۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفی ﷺ بارز ہیں۔پہلی بار آپؐ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے اور پہلے قطب حضرت آدم علیہ السلام ہوئے ہیں۔دوسری بار حضرت شیث علیہ السلام میں بروز کیا ہے اس طرح تمام انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم میں بروز فرمایا ہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اپنے جسد عنصری (جسم) سے تعلق پیدا کر کے جلوہ گر ہوئے اور دائرہ نبوّت کو ختم کیا۔اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ میں بروز فرمایا ہے پھر حضرت عمرؓ میں بروز فرمایا پھر حضرت عثمانؓ میں بروز فرمایا۔اس کے بعد حضرت علیؓ میں بروز فرمایا ہے۔اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا ہے اور کرتے رہیں گے حتیّٰ کہ امام مہدی میں بروز فرماویں گے۔پس حضرت آدمؑ سے امام مہدیؑ تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے ہیں۔تمام روحِ محمّد ﷺ کے مظاہر ہیں۔اور روح محمّدی نے ان کے اندر بروز فرمایا ہے۔...“

(مقابیس المجالس۔المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم، صفحہ 111-112 مولّفہ رکن دین مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ، 1321ھ)

حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے اس بیان میں یہ ثابت کیا ہے

کہ تمام انبیاء علیہم السلام خواہ وہ پہلے تھے یا بعد میں دراصل آنحضرت ﷺ کی سیرت واخلاق کے نقوش لئے اس کرّۂ ارض پر خدا تعالیٰ کے خلیفہ تھے۔ وہ حقیقت میں سب انوارِ محمّدی سے فیضیاب تھے اور اسی کے ریفلیکٹر (reflector) تھے۔ کائناتِ روحانیت میں سراجِ منیر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ آپؐ ہی اوّل اور آپؐ ہی آخر تھے۔ خلافتِ الٰہیہ میں آپؐ ہی مقام ارفع و اعلیٰ پر فائز تھے۔

دوسری قسم : خلافتِ مہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت دیگر تمام اقسامِ خلافت سے مختلف، نادر اور ممتاز ہے۔ آپؑ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ کے امّتی نبی بھی ہیں اور آپؑ کی امّت میں خاتم الخلفاء بھی۔ یہ شانِ خلافت نہ کسی اور نبی کی امّت میں موجود ہے اور نہ ہی امّتِ مسلمہ میں اس نوع کا کوئی خلیفۂ رسولؐ ہے۔ یہ خاص شان آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کا ثمرہ ہے جو اس امّت کے مسیح اور مہدی کو عطا ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے یہ نبوّت پہلی نبوّتوں سے ایک بڑا اختلاف رکھتی ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبی مستقل نبی تھے اور آپ امتی نبی ہیں۔“

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15 ،صفحہ 566)

نیز فرمایا:

”جس طرح رسول کریم ﷺ پہلوں سے افضل تھے، آپؑ کی خلافت بھی پہلے انبیاءؑ کی خلافت سے افضل تھی۔“

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15 ،صفحہ 562)

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کے پوتے حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہیدؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ”منصبِ امامت“ امامت اور خلافت کی اہمیّت وعظمت کے بیان میں ایک پُر عرفان شاہکار کتاب ہے۔ اس کتاب کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپؑ کی جماعت میں جس عظیم خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام ہونا تھا، اس کے مقام ومرتبہ اور عظمت کے بارہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے مسلمانوں کو ایک زبردست عرفان عطا کیا ہے۔ آپؒ نے اس منصب کا عرفان دینے کے لئے گو مثالیں آنحضرت ﷺ کے خلفائے راشدین کی بھی دی ہیں مگر ان مثالوں کے آئینہ میں اس مقدّس اور عظیم منصب اور نعمتِ الٰہیہ کو خوب واضح کیا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافتِ راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی۔“

(’منصب امامت‘ از حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہید (مترجم) صفحہ 82-83 مطبوعہ 1949ء ناشر حکیم محمد حسین مومن پورہ ،لاہور)

اس کی تائید وتصدیق حضرت سیّد عبد القادر جیلانیؒ کے قول سے ہوتی ہے جو حضرت امام عبد الرزّاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح فصوص الحکم میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں درج کیا ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں:

”اَلْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْءُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ تَابِعاً لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ الْحَقِیْقِیَّۃِ* تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَہٗ کُلُّھُمْ... لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ“

(شرح فصوص الحکم ۔صفحہ 127، فصٌّ حِکمۃٍ نفثیّۃٍ فی کلمۃٍ شیثیّۃٍ)

کہ آخری زمانہ میں آنے والا مہدی احکام شریعت میں اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تابع ہے۔ اور (آنحضرت ﷺ کی وجہ سے) معارف، حقیقی علوم میں (آپؐ کے سوا) تمام کے تمام انبیاءؑ اور اولیاءؒ اس کے تابع ہیں کیونکہ اس کا باطن محمد ﷺ کا باطن ہے۔

(*مصری ایڈیشن میں اَلْحَقِیْقِیَّۃِ کی بجائے وَالْحَقِیْقَۃِ کے الفاظ ہیں یعنی علوم میں اور حقیقت میں تمام انبیاءؑ اور اولیاءؒ اس کے تابع ہیں۔)

اس امّت کا مسیح موعودؑ جو احادیث میں مہدی اور نبی کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے، وہ امّتِ محمدیہ کے مجدّدین میں مجدّدِ اعظم ہے اور اس کے خلفاء میں خاتم الخلفاء ہے اور آنحضرت ﷺ کی خلافت کے انتہائی بلند اور اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اِنِّیْ عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوَلَایَۃِ کَمَا کَانَ سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَ اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ۔ لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَ عَلٰی عَھْدِیْ“

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 69-70)

ترجمہ: میں اسی طرح ولایت کے مقام ختم پر فائز ہوں جس طرح میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبوّت کے مقام ختم پر فائز تھے۔ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ اب میرے بعد کوئی ولی نہیں بجز اس کے جو میرا ہو اور میرے طریق پر ہو۔

خاتم الخلفاء کا منصب اس حقیقت و معرفت کا عکّاس ہے کہ نہ صرف امّت میں روحانی خلفاء کے آپؑ خاتم ہیں بلکہ تمام امّتوں کے خلفاء سے بھی افضل ہیں اور خلافت کا بلند ترین تصوّر آپؑ کی ذات پر ختم ہے، آپؑ کا مقام اس منصب کی معراج ہے۔ فالحمد للہ ربّ العٰلمین

تیسری قسم : خلافتِ نبوّت

یہ خلافت کی وہ نوع ہے جو نبی کے بعد نبی کے ظلّ میں اس کے کمالات و انوار اور برکات کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں پھر آگے حسبِ ذیل اقسام ظاہر ہوتی ہیں۔

ا : خلافتِ راشدہ

یہ خلافتِ نبوّت کی سب سے اعلیٰ اور اوّلیٰ نوع ہے جو علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوتی ہے۔ اس خلافت کے لئے ”خلافتِ راشدہ“، ”خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ“ اور ”خلافتِ حقّہ“ کی اصطلاحات رائج ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنوں سے اس کے قیام کا وعدہ فرماتا ہے اور اس کو خود قائم فرماتا ہے۔ اپنی تائید و نصرت اس کے شامل حال کرتا ہے اور اس کی خاص علامات کے ساتھ اسے

باقی خلافتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی امتیازی علامات سورۃ النّور میں آیتِ استخلاف میں بیان فرمائی ہیں۔ وہ اس کے ذریعہ کمالات وبرکات اور انوارِ نبوّت ظاہر فرماتا ہے اور امّت میں اس کے فیوض جاری رکھتا ہے۔ خلافت کی اس نوع میں روحانی انواعِ خلافت کی تمام خوبیاں، صفات اور تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ قسم اپنے منصب اور نام کے ساتھ علیٰ منہاج النبوّۃ ظاہر ہوتی ہے۔ یہ نبوّت کی ذمّہ داریوں، مقاصد، اغراض اور کاموں کو آگے چلانے والی ہوتی ہے۔ چنانچہ خلیفہ کے معنے بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔“

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353)

نیز فرمایا:

”یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے، یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔“

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 355)

”خلافت“ کی تعریف کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”خلیفہ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہوتا ہے۔ پس وعدہ کی ادنیٰ حدّ یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد اس کے نائب ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس رنگ کا نبی ہو، اگر اسی رنگ میں اس کا نائب ہو جائے تو وعدہ کی ادنیٰ حدّ پوری ہو جاتی ہے... جس نبی کا کوئی خلیفہ ہو اسے وہی چیز ملے گی جو نبی کے پاس ہوگی اور جو اس کے پاس ہی نہیں ہوگی وہ اس کے خلیفہ کو کس طرح مل جائے گی۔“

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 564)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ کے معنے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”خلیفہ کے معنے نبی اکرم ﷺ کے اس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدیدِ دین کی خاطر آئے اور ان میں صحیح اسلامی روح پیدا کرے اور بدعات کو اسلام سے باہر نکال کر پھینک دے اور ایسے سامان پیدا کرے امّتِ مسلمہ کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 26 دسمبر 1968ء)

عملی طور پر خدا تعالیٰ کی مرضی، اس کا حکم، اس کی شریعت وغیرہ زمین پر اس کی خلافت ہے۔ جو دنیا میں نبی کے ذریعہ آتی اور جاری ہوتی ہے۔ اس پہلو سے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین ہوتے ہیں جو اُن کے کام کو آگے چلاتے اور بڑھاتے ہیں۔ نبوّت کے بعد خلافت کی اہمیّت وعظمت اور ضرورت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

”مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ“

(کنز العمّال۔ جلد 11، صفحہ 259 و 476 ناشر مؤسسۃ الرسالۃ)

کہ ہمیشہ نبوّت کے بعد خلافت جاری ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نبی کے بعد خلافت جاری نہ ہو تو اس کی وفات کے فوراً بعد اس کا سلسلہ بکھر سکتا ہے اور اس سے اس کی آمد کی غرض ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی محدود زندگی کے بعد اس کی تیار کردہ جماعت اگر پھر پہلی حالتِ افتراق وضلالت میں لوٹ جائے تو اس کی آمد کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کے بعد خلافت کو رکھا تا کہ نبی کی روحانی زندگی زیادہ سے زیادہ طویل ہو سکے چنانچہ نبوّت کے بعد روحانی اعتبار سے خلافت سب سے بڑی نعمت ہے جس کا اللہ تعالیٰ مومنوں سے ان الفاظ میں وعدہ فرماتا ہے:

”لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ“ (سورۃ النّور 24:56)

کہ وہ ان کو زمین میں ضرور بضرور خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔

اس وجہ سے خلافت کو نبوّت کا تتمّہ کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روشنی اور نور، وہ رشد اور ہدایت جو نبی کے ساتھ دنیا میں آتا ہے، اسے لمبے سے لمبے وقت تک بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے ایک برگزیدہ بندہ کو کھڑا کرتا ہے۔ جو نبی کی وفات کے باعث جماعت میں بظاہر ابھرنے والی مایوسی یا محرومی کے امکان کو دور کرتا ہے اور نبی کے پیغام اور اس کی تعلیم کو ایمان اور اعمالِ صالحہ کی انہی بنیادوں پر آگے بڑھاتا ہے جو نبی اپنی تیار کردہ جماعت میں قائم کر چکا ہوتا ہے۔ پس اس کی اہمیّت کا اندازہ اسی پہلو سے ہو جاتا ہے کہ یہ نبوّت کی جانشینی ہے اور اس کا تتمّہ ہے۔ اس کی اہمیّت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرنے کے لئے ذیل میں چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو... خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں، لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353)

حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہیدؒ بیان فرماتے ہیں:

”خلیفۂ راشد نبیٔ حکمی ہے گو وہ فی الحقیقت پایۂ رسالت کو نہیں پہنچا لیکن منصبِ خلافت احکامِ انبیاء اللہ کے ساتھ منسوب ہوا۔“

(’منصبِ امامت‘ از حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہید (مترجم) صفحہ 87، مطبوعہ 1949ء ناشر حکیم محمد حسین مومن پورہ، لاہور)

آپؒ نے خلافتِ راشدہ کے مقام اور اس کے عرفان کو روزِ روشن کی طرح کھول کر رکھ دیا ہے۔ آپؒ کا یہ عرفان دراصل رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم الشان ارشاد کی تشریح ہے کہ:

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ، تَمَسَّكُوْا بِهَا عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"

(سنن ابی داؤد۔ کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ)

کہ تم پر میری سنّت پر اور خلفائے راشدین مہدیّین کی سنّت پر عمل واجب ہے۔ اس (حکم) کو اپنی داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کی متابعت میں خلفائے راشدین بھی سنّت قائم کرنے والے ہیں جس کی پیروی مسلمانوں پر فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم خلفائے راشدین کو بقول حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے بیان کے مطابق نبیؐ حکمی قرار دیتا ہے۔ وہ اپنے احکامات اور ارشادات کے لحاظ سے مطاع ہیں۔ وہ امّت میں نبی کے بعد سنّت قائم کرتے ہیں اور شریعت کے پاسبان ہیں۔ چنانچہ یہ منصب نبی کی متابعت میں سب سے بڑا منصب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خلافت کی تا قیامت ضرورت کی وجہ اور اہمیّت کے ایک اور پہلو کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ جلّ شانہٗ نے اسلامی امّت کے کل لوگوں کے لئے ہمارے نبی ﷺ کو شاہد ٹھہرایا ہے اور فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ اور فرمایا وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا مگر ظاہر ہے کہ ظاہری طور پر تو آنحضرت ﷺ صرف تئیس برس تک اپنی امّت میں رہے۔ پھر یہ سوال کہ دائمی طور پر وہ اپنی امّت کے لئے کیونکر شاہد ٹھہر سکتے ہیں۔ یہی واقعی جواب رکھتا ہے کہ بطور استخلاف کے یعنی موسیٰ علیہ السلام کی مانند خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے لئے بھی قیامت تک خلیفے مقرر کر دیئے اور خلیفوں کی شہادت بعینہٖ آنحضرت ﷺ کی شہادت متصوّر ہوئی اور اس طرح پر مضمون آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ ہر یک پہلو سے درست ہو گیا۔"

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6 ،صفحہ 363)

اور فرمایا:

"یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ اس امت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں۔ اور ہر ایک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دور کریں۔"

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6 ،صفحہ 344)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کی اہمیّت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جماعت کے اتّحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو اس بات کو ردّ کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو ردّ کرتا ہے۔ صحابہؓ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔ جماعت کے معنٰی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔"

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ انوار العلوم۔ جلد 2 ،صفحہ 31)

پس خلافت اسلام کا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے جس پر امّت کی بقا، وحدت اور ترقی کا انحصار ہے۔ خدا تعالیٰ کا بندے سے تعلق، نبوّت کی برکات اور اس کے انوار کا تسلسل وغیرہ وغیرہ ان گنت برکتیں ہیں اور افضالِ باری تعالیٰ ہیں جو خلافت کے توسّل اور توسّط سے امّت اور افرادِ امّت کو نصیب ہوتے ہیں۔ خلافت کی اہمیّت اور اس کے عرفان کا اندازہ اس سے بڑھ کر اور کس بیان سے ہو گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کا مسئلہ میرے نزدیک اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر کلمہ شریفہ کی تفسیر کی جائے تو اس تفسیر میں اس مسئلہ کا مقام سب سے بلند درجہ پر ہو گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیّبہ اسلام کی اساس ہے مگر یہ کلمہ اپنے اندر جو تفصیلات رکھتا ہے اور جن امور کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے ان میں سے سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہی ہے۔"

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15 ،صفحہ 444)

مذکورہ بالا اقتباسات سے جہاں خلافت کی اہمیّت واضح ہوتی ہے وہاں یہ اس کی عظمت کو بھی کھول کھول کر بیان کرتے ہیں مثلاً خلافت نبوّت کا تتمّہ ہے۔ انوارِ نبوّت اور برکاتِ رسالت کے انعکاس کا ذریعہ و آلہ ہے۔ خلافت اس قدر عظیم منصب ہے کہ کلمہ طیبہ کی تفسیر میں سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہے اور خلیفہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہیدؒ فرماتے ہیں:

"امامتِ تامّہ کو خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمتِ ربّانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمالِ روحانی اسی رحمتِ رحمانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علیٰ نور آفتاب کی مانند چمکا۔"

(’منصبِ امامت‘ از حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہید (مترجم) صفحہ 79 مطبوعہ 1949ء۔ ناشر حکیم محمد حسین مومن پورہ، لاہور)

فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

ب : مجددیت، محدثیت و ولایت وغیرہ

یہ خلافت کی وہ اقسام ہیں جو خلافتِ راشدہ کے اٹھ جانے کے بعد روحانی فیض رسانی کے لئے نبوّت کے عام فیض کے رنگ میں جاری ہوتی ہیں۔ یہ آیتِ استخلاف کے وعدۂ الٰہیہ کے تحت قائم نہیں ہوتیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی قوّتِ قدسیہ کے اثر نیز آپؐ کی اتباع اور آپؐ کی پاک تعلیم کے فیض سے

امّت کے بہت سے بزرگوں نے مختلف روحانی مقامات حاصل کئے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خلافت کے روحانی پہلو کے ساتھ دین کی تجدید اور امّت کی اصلاح کے کام کرتے رہے۔ ان میں آنحضرت ﷺ کی خلافت روحانی طور پر جاری ہوئی۔ اس پہلو سے وہ بھی ایک رنگ میں آپؐ کے خلیفہ کہلائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ہم کب کہتے ہیں کہ مجدّد اور محدّث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حقِ خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدّث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔...وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔ ... افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے۔ جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔“

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6 ،صفحہ 340-339)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کی اس قسم کو بیان فرمایا ہے جو امّت میں مجدّدین اور صلحائے امّت کے ذریعہ جاری رہی۔ خلافت کی انہی اقسام کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

”آیتِ استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے جو پہلی دو شاخوں (یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہونے والی خلافتِ راشدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری ہونے والی خلافتِ راشدہ۔ ناقل) سے مختلف ہے۔ ہے تو یہ خلافتِ حقّہ ہی، لیکن ہم نے ایک اصطلاح بتائی تھی۔ اس لئے اس کو ہم خلافتِ راشدہ نہیں کہتے۔ گو رُشد سے وہ بھی بھری ہوئی ہے۔ ہم اسے خلافتِ ائمّہ کہیں گے اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے امّتِ محمدیہ میں سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے۔ کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربّانی علماء کے نام سے۔ پس کَمَا جو آیتِ استخلاف میں ہے۔ یہ کَمَا ہم سے ایک دوسرا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح امّت میں اللہ تعالیٰ کے ہزاروں نیک بندے خلیفہ کی حیثیت میں یعنی نائب رسول کی حیثیت میں رسول ہی کا کام کرنے والے پیدا ہوئے، اسی طرح امّتِ محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں ایسے خدا کے بزرگ بندے نبی اکرم ﷺ سے فیض پانے والے پیدا ہوں گے جو اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے۔ اور جیسا کہ ایک وقت میں امّتِ موسویہ میں چار چار سو نائب اور خلیفہ بھی پیدا ہوئے اس کے مقابلہ میں چونکہ امّتِ محمدیہ کا دائرہ وسیع ہے۔ ہوسکتا ہے کہ امّتِ موسویہ کے چار سو کے مقابلہ میں ایک ہی وقت میں چار ہزار بزرگ پیدا ہوں جو آنحضرت ﷺ کے خدّام کی حیثیت میں اور آپؐ کی نیابت میں آپؐ کا کام کریں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 26 دسمبر 1968ء)

اسی طرح فرمایا:

”مجھ سے پہلے لاکھوں کروڑوں لوگ مختلف شکلوں میں آئے۔ کئی اولیاء کی شکل میں آئے۔ کئی محدّثین کی شکل میں آئے۔ دراصل تو خلافت ہی ہے۔ لیکن خلافت کی آگے کئی شکلیں بن جاتی ہیں۔ غرض جو سلسلۂ خلافت اس وقت قائم ہے اور پہلے بھی تھا، کئی بزرگ اس شکل میں بھی آئے۔ لیکن خلافت ہی کی جو دوسری شکلیں ہیں ان میں بھی آئے۔ جیسے محدّثیت ہے۔ یہ بھی خلافت ہی کی ایک شکل ہے۔ یا ان میں اولیاء اللہ اور مقرّبینِ الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو یہ کہتا ہے کہ اس محدود دائرہ میں، اس تھوڑے وقت میں، تم میرے بندوں کی اصلاح کرو اور میرے دین کی مدد کرو۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 10اگست 1976ء)

ج : خلافتِ راشدہ کے ماتحت صلحاء اور ائمّہ

خلافت کی یہ وہ قسم ہے جو خلافتِ راشدہ سے وابستہ افراد میں جاری ہوتی ہے اور دراصل یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی پیش کردہ شرطِ ایمان و اعمالِ صالحہ کے اُس مقام پر فائز ہوتے ہیں جس پر خلافتِ راشدہ کا وعدۂ الٰہیہ استوار ہے۔ خلیفۂ راشد کی جماعت کے یہ مومنین اپنے اندر اس خلافت کو جذب کئے ہوتے ہیں اور اپنے اعمال میں جاری کئے ہوتے ہیں جن پر خلافتِ راشدہ کا نظام قائم ہوتا ہے۔ یہ لوگ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کی خلافت کی شرائط و علامات کے معدوم ہونے کی وجہ سے دنیا میں خلافتِ راشدہ کا نظام جاری نہیں ہوتا۔ خلافتِ راشدہ کا وعدہ ان لوگوں میں پورا ہوتا ہے جو انفرادی طور پر اپنے اپنے اندر خدا تعالیٰ کی خلافت کو قائم کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ ایک خلیفہ کو خلیفہ راشد بنا کر کھڑا کرتا ہے جو اُن کی ذاتی و انفرادی خلافتوں کی تصدیق کے نشان کے طور پر ان کے سروں کا تاج ہوتا ہے اور وہ ان کا سردار قرار پاتا ہے۔

اس کے برعکس جس جماعت میں ایسے لوگ نہ ہوں اور ان کے دل انفرادی طور پر خدا تعالیٰ کی خلافت کی آماجگاہ نہ ہوں تو وہ جماعت خلافت سے مغائر یعنی ایک الگ اور مختلف جنس بن جاتی ہے۔ اس وجہ سے وہ اُس خلافت کو جو خلافتِ راشدہ ہے، اپنے سروں پر قائم نہیں کرسکتی جس کا خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے۔ خلافتِ راشدہ کے تحت وہ جماعت آتی ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ اور رُشد کی وجہ خلافتِ راشدہ کی ہم جنس ہوتی ہے۔ خلافتِ راشدہ کے تحت ایسی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان فرماتے ہیں:

”دوسرے سلسلہ کے خلفائے امّت، صلحائے امّت، ائمّۂ امّت خلافتِ راشدہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر اس سے اپنا رشتہ قطع کر لیں تو بلعم باعور بن جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ان سے تعلق قطع ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ لیکن جب تک ان کا رشتہ قائم رہتا ہے، خلافتِ راشدہ کا خلیفہ ان تمام کا سردار ہوتا ہے۔ اور بڑا خوش قسمت ہے وہ خلیفۂ وقت جس کے ماتحت دوسروں کی نسبت اس دوسرے سلسلہ کے خلفاء اور ائمّہ

موجود ہوں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔26دسمبر 1968ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس دوسرے سلسلہ کا یہاں ذکر فرمایا ہے یہ ایک ایسا سلسلہ ٔ خلافت ہے جو خلافت کا منصب اور نام تو نہیں رکھتا، مگر نبوّت وخلافتِ راشدہ کی برکات کے طفیل خلافت کی صفات سے متّصف اور اس کی اطاعت کے ذریعہ اس کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ وہ خلیفہ ٔ وقت کے تحت اپنی ذات اور نفوس میں خدا تعالیٰ کی خلافت کو عملی رنگوں میں جاری کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہ ”دوسرے سلسلہ“ کے خلفاء ہیں جو خواہ ولی اللہ، مجتہد، عالم، عابد، زاہد، فقیہ، محدّث یا متکلّم ہوں مگر وہ خلافت کی صفت سے متّصف اور از راہِ اطاعت اس منصب پر قائم ہوں وہ اس لقب سے ملقّب ہو سکتے ہیں۔ اس کی وضاحت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان میں مذکور ہے جو پہلے بھی درج کیا گیا تھا۔ اس میں آپؒ نے فرمایا تھا کہ:

”آیتِ استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے جو پہلی دو شاخوں سے مختلف ہے۔... خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے امّتِ محمدیہ میں سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے۔ کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربّانی علماء کے نام سے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 26 دسمبر 1968ء)

پھر آپؒ نے خلیفہ کی تعریف کی معنوی وسعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”امّتِ محمّدیہ میں ہر وہ شخص جس نے محمّد رسول اللہ ﷺ کے افاضہ رُوحانیہ کے ذریعہ کوئی خیر حاصل کی یا کوئی فائدہ حاصل کیا اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ وہ اپنے دائرے میں نبی کریم ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔12مئی 1978ء)

چوتھی قسم : خلافتِ حکومت وملوکیت

یہ خلافت کی وہ قسم ہے جو حکومت یا ملوکیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا اُس خلافتِ روحانی سے کوئی تعلق نہیں ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ لیکن اس کا ذکر چونکہ قرآنِ کریم میں الگ حوالہ کے ساتھ آتا ہے اس لئے محض علمی پہلو کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس کا بھی ذکر کیا جارہا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”پہلی خلافتیں یا تو خلافت نبوّت تھیں جیسے حضرت آدم اور حضرت داوٗد علیہما السلام کی خلافت تھی اور یا پھر خلافتِ حکومت تھیں، جیسا کہ فرمایا۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف 70:7)

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کہ قومِ نوحؑ کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا۔ اور اس نے تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اولاد دی پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمتِ حکومت ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل وانصاف کو مدّ نظر رکھ کر تمام کام کرو۔ ورنہ ہم تمہیں تباہ کردیں گے۔ چنانچہ یہود کی نسبت اس انعام کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّالَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ المائدہ 21:5)

یعنی اس قوم کو ہم نے دو طرح خلیفہ بنایا۔ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ کے ماتحت انہیں خلافتِ نبوّت دی اور جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا کے ماتحت انہیں خلافتِ ملوکیت دی۔

غرض پہلی خلافتیں دو قسم کی تھیں۔ یا تو وہ خلافتِ نبوّت تھیں۔ اور یا پھر خلافتِ ملوکیت۔ پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات اِن کو بھی ملیں گی اور انبیائے سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کیا وہی سلوک وہ امّتِ محمدیہ کے خلفاء کے ساتھ بھی کرے گا۔“

(خلافتِ راشدہ۔ انوار العلوم، جلد 15 ،صفحہ 529)

ان شاء اللہ العزیز

الغرض ان مذکورہ بالا اقتباسات اور حقائق و افکار سے خلافت کی عظمت، اہمیّت اور ضرورت کے مختلف زاویئے اور پہلو اپنے الگ الگ اور حسین رنگ لئے سامنے آتے ہیں۔ ان میں سے ہر زاویہ، ہر پہلو اور ہر رنگ خلافتِ حقّہ کی عظمت اور اس کی اہمیّت وضرورت کا انوکھا اور دلآویز حسن پیش کرتا ہے۔ یہ تمام حقائق وبصائر وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ، خلافتِ حقّہ اسلامیہ سے وابستہ جماعتِ احمدیہ کے افراد روزانہ اور ہر لحہ ملاحظہ و تجربہ کرتے ہیں اور ان سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ثمّ الحمد للہ

حرفِ آخر

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاکید کے ساتھ خلافت کے لئے ہمیں ہمارے فرائض کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مبلّغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابلِ ذکر چیز ہیں۔“

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات۔ صفحہ 56)

*****

اطاعتِ خلافت

مکرم ناصر الدین بلوچ صاحب کیلگری

ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی پچاس سالہ تقریبات کے موقع پر خلافت کے مختلف موضوعات پر مضمون نویسی کے مقابل جات کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دو گروپ تھے، ایک گروپ اطفال و ناصرات کا تھا دوسرا گروپ خدام، لجنات، انصار کا تھا۔ چنانچہ دوسرے گروپ میں اردو مضامین میں ہمارے انصار بھائی مکرم ناصر الدین بلوچ صاحب کیلگری ساؤتھ اوّل قرار پائے۔ افادہ عام کے لئے ان کا مقالہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

عبادت اور اطاعت دو ایسے خلق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح و کامیابی اور اسے اپنی گود میں بٹھانے کے لئے اس کی فطرت میں ودیعت کر رکھے ہیں عبادت اپنے پیدا کرنے والے کی اور اطاعت اُن عظیم الشان بابرکت وجودوں (یعنی انبیاء علیہم السلام) جو عبادت کے طریقے اور انسانیت سے محبت کے سلیقے الٰہی احکامات کے مطابق بنی نوع انسان کو سکھاتے ہیں۔

ایک نبی کی وفات کے بعد اس کے قائم کردہ سلسلہ کو بڑھانے اور تشنہ روحوں کی پیاس بجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ خلافت کا بابرکت نظام جاری کرتا ہے۔ اسی نظام کی برکت سے اللہ تعالیٰ مومنین کی خوف کی حالتوں کو امن میں تبدیل کرتا ہے، دین کو تمکنت، وسعت اور استحکام عطا کرتا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے زیر سایہ دنیا کے کناروں تک پوری آب و تاب کے ساتھ وسعت اختیار کر چکا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت سے تعلق رکھنے والے جان نثار، خلافت کے ایک اشارے پر عمل کرنا سعادت خیال کرتے ہیں۔ اطاعت کے اس عظیم الشان نظام کو سمجھنے کے لئے بنیادِ اطاعت، معیارِ اطاعت اور ثمراتِ اطاعت کے اس گزشتہ 114 سالوں کی تاریخ کے حامل میدان میں اُتریں تو تب اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بابرکت نظام دراصل عطائے الٰہی ہے اور اس کی اطاعت بھی اطاعتِ الٰہی ہے۔

بنیادِ اطاعت

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اپنے حکام کی بھی اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولی الامر) سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے"۔

(سورۃ النساء 60:4)

پھر فرماتا ہے:

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔"

(سورۃ الاحزاب 72:33)

اس آیت کے مضمون کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکمِ وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکمِ وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنیادِ اطاعت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک وہ فرمانبرداری کے اُصول کو اختیار نہ کرے۔ اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔"

(الحکم۔ جلد 5، مورخہ 10 فروری 1901ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جماعتِ احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظامِ جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونا ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت ﷺ کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے سے جو خلافت قائم ہونی ہے وہ علیٰ منہاج النبوۃ ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2006ء)

خلافتِ احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کے ہر مظہر کے دور میں ہم جماعتِ احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کو پھلتے پھولتے دیکھتے ہیں، خلیفۂ وقت کا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے۔ اُس کے ہر فرمان اور تحریک میں الٰہی رنگ نظر

آتا ہے اور نہ صرف اپنی جماعت بلکہ پوری انسانیت کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔ دن کو ساری انسانیت کے جسمانی اور روحانی دردوں کا مداوا کرنے کی کوشش میں گزرتا ہے اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رحیم و مجیب ہستی کے آگے گڑگڑاتا ہے۔ اس پیارے وجود کی پاکیزہ تصویر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں پیش کرتے ہیں:

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا مگر ان کے لئے نہیں ہے، تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے، وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے، کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اسے چین نہیں آتا لیکن تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔''

(انوار العلوم، جلد2، صفحہ 156)

خلافت کی یہی تصویر ہمیں ہر خلیفہ کے بابرکت چہرے میں نظر آتی ہے اور یہی وہ حقیقی تصویر ہے جس کو دیکھ کر دل و جان سے خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنے کا جوش اُبھرتا ہے۔

معیارِ اطاعت

الحمدللہ! آج ایم ٹی اے کے روحانی مائدہ کے ذریعہ اہلِ ایمان دنیا کے دو سو سے زیادہ ممالک میں خلیفۂ وقت کو دیکھ کر اپنی آنکھوں میں ٹھنڈک پاتے ہیں اور ان کی باتوں کو ہمہ تن گوش ہو کر یوں سنتے ہیں کہ چھوٹے بچے بھی نہ صرف خطبات میں بالکل خاموش بیٹھتے ہیں بلکہ جا جا کر پیارے آقا کی تصویر کو چومتے ہیں تب محسوس ہوتا ہے کہ خلافت اور جماعت ایک ہی چیز کا نام ہے۔

اکائی بن گئی شاہد خدا ہے
محبت ہم کو دو طرفہ عطا ہے
جماعت تیرے فضلوں کی منادی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

خلیفۂ وقت کی بیعت اور اطاعت کے لئے دنیاوی لحاظ سے نظر آنے والی ظاہری چیزیں (خاندان، ذات، پات عمر یا تعلیم) معیار نہیں ہیں بلکہ اصل بنیاد اوپر بیان کردہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ان کے مصدق شدہ خلیفۂ وقت کا وہ وجود مبارک ہے جن کی حقیقت اوپر بیان کی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مئی 2007ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور قادیان کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو اس موقع پر بھی آپ ربوہ نہیں جا سکتے تھے۔ آپ کی بیٹی امۃ الرؤوف کا بیان ہے کہ آپ کو خلافت سے بے انتہا عشق تھا اور حضورؒ کی وفات کے اگلے روز ایک خط لکھ کر امی کے اور میرے پاس لائے کہ اس کو پڑھ لو اور اس پر دستخط کر دو، اس میں بغیر نام کے حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ کی بیعت کرنے کے متعلق لکھا تھا، اس وقت ابھی خلافت کے انتخاب کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ اس پر ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا ابھی تو خلافت کا انتخاب بھی نہیں ہوا اور ہمیں پتہ نہیں کہ کون خلیفہ بنے گا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کا چہرہ دیکھ کر بیعت نہیں کرنی بلکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کی بیعت کرنی ہے تو یہ تھا خلافت سے عشق اور محبت اور اس کا عرفان! اللہ کرے ہر ایک کو حاصل ہو۔''

دنیاوی بادشاہتوں میں یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے کے ساتھ ساتھ بادشاہت کا رعب کم ہوتا جاتا ہے مگر اس روحانی بادشاہت یعنی خلافت احمدیہ کی اطاعت وقت کے ساتھ ساتھ مزید بڑھتی جاتی ہے جس کی روشن مثال ہمیں تحریک مریم فنڈ کے اجراء کے وقت نظر آتی ہے۔

جماعت کی ایسی بیٹیوں کے دُکھ کو دیکھ کر جو اپنے حالات کی وجہ سے معیاری روزمرہ استعمال کی چیزیں اپنے ساتھ رخصتی کے وقت سسرال نہیں لے جا سکتی تھیں، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جو ان بیٹیوں کو اپنی بیٹیوں سے بھی بڑھ کر پیار کرتے تھے، نے فروری 2003ء میں مریم شادی فنڈ کی تحریک کی۔ اس وقت اس 75 سالہ خدا کے برگزیدہ کی ضعیف آواز کو سن کر مشرق سے لے کر مغرب تک جماعت کی طرف سے زبردست لبیک کی آواز آتی ہے اور صرف ایک ہفتہ میں ہی ایک لاکھ پاؤنڈز کی رقم جمع ہو جاتی ہے اور تحریک سے اگلے جمعۃ المبارک کے موقع پر اس اطاعت کے جذبے کو بیان کرتے ہوئے حضورؒ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا۔

22/اپریل 2003ء کو مسجد فضل لندن سے باہر ہزاروں کی تعداد میں عاشقانِ خلافت بیٹھے ہوئے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی وجہ سے سبھی کے چہرے افسردہ تھے حتیٰ کہ ان کے دُکھ کو دیکھتے ہوئے مسجد سے باہر سڑک پر رہنے والے غیر از جماعت اور غیر قوم میری مراد انگلستان کے گوروں سے ہے، بھی اپنی گاڑیاں اپنے گھروں کے باہر سے ہٹا لیتے ہیں تا کہ ان دکھی لوگوں کے لئے کچھ آسانی ہو سکے۔

اس امتحان کی گھڑی میں سارا دن کسی کو بھی اپنے کھانے، پینے اور گرم کپڑے پہننے کی بھی فکر نہ رہی تھی۔ یہ ساری صورت حال تقریباً رات کے پونے بارہ بجے تک چلتی ہے کہ مسجد فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت انتخاب کا اعلان ہوتا ہے۔

اس موقع پر آنسوؤں کی جھڑی کے ساتھ مسجد سے خلیفۂ وقت کی یہ بابرکت آواز آتی ہے کہ بیٹھ جائیں تو وہ ہزاروں کا مجمع جس میں سے ابھی بھاری اکثریت نے اپنے نئے پیارے خلیفۂ وقت کو بالواسطہ (یعنی ایم ٹی اے) یا بلاواسطہ (یعنی براہِ راست) دیکھا بھی نہیں ہوتا فوراً بیٹھ جاتے ہیں۔ اس روح پرور اطاعت کو دیکھ کر دشمن جو ایم ٹی اے پر یہ نظارہ اس سوچ سے دیکھ رہا تھا کہ ہمارے انتخابات کی طرح ان کے انتخاب میں بھی کوئی فتنہ یا لڑائی کا سبب بن سکتا ہے، کا بعینہٖ وہی حال ہو گیا تھا جو فتح مکہ سے ایک دن پہلے ابوسفیان کا حال تھا جب اس نے دس ہزار کے مجمع کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے، ایک ہی آواز پر اُٹھتے اور بیٹھتے دیکھا تھا تو اسی وقت واپس جا کر اپنے مکہ والوں سے کہہ دیا تھا کہ ان کا اب مقابلہ کرنے کا سوچنا بھی نہیں۔ اور خلافت کے پروانوں کے ساتھ ساتھ ساری دنیا میں دشمنانِ احمدیت بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرصہ 19 سال سے ساری جماعت پیارے آقا کی ہر بات کو

اسی جذبے اور جوش سے سنتے اور عمل کرتے ہیں۔

خلیفہ کے لبوں سے جو گل و جوہر بکھرتے ہیں
بڑے انمول موتی ہیں، یہ دولت ہم سنبھالیں گے
خلافت کے امیں ہیں ہم امانت ہم سنبھالیں گے
جو نعمت چھن چکی پہلے وہ نعمت ہم سنبھالیں گے

اطاعتِ خلافت میں بنیادی طور پر یہ وعدہ ہمیشہ مکمل تقویٰ اور اخلاص کے ساتھ نبھایا جاتا ہے جو بیعت کے وقت ہر مومن کرتا ہے کہ مَیں اپنی جان، مال، وقت اور عزت ہر دم قربان کرنے کے لئے تیار ہوں گا۔ یہی وہ وعدہ ہے جسے نبھاتے ہوئے عرصہ 114سال سے فدائیانِ خلافت تمام میدانوں میں خلافت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ چاہے عبادت کا میدان ہو، مالی قربانی کا میدان ہو یا مخلوقِ خدا سے ہمدردی کا میدان ہو۔

خلیفہ وقت نے اگر مالی قربانی کی تحریک کی تو جماعت کے سادہ (دنیا کی نظر میں غریب کہلانے والے) لوگوں نے بھی خوب قربانی کی، عورتوں نے اپنے گلے کے زیور اتار دئے، امراء نے اپنی زمینیں اور جائیدادیں وقف کر دیں۔ جان کی قربانی کا وقت آیا تو انصار کیا اور خدام کیا، ہر ایک نے اپنے سینے پر گولیاں کھاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ عزت کی قربانی کا وقت آیا تو دنیا کی بڑی بڑی عزتوں کو لات مارتے ہوئے اپنی عزتیں اور وقت خلافت پر نثار کر دیئے۔

خدا کی خاص ہے نظرِ عنایت آج کل جس پہ
ہماری گردنوں میں ہے جوا اس کی اطاعت کا
وہ ہر فردِ جماعت کے دلوں کی دھڑکنوں میں ہے
خزینہ ہے دعاؤں کا محافظ ہے جماعت کا

ان فدائیانِ خلافت کا نقشہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں، میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں، میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنی آپ کو گرا دیں، میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہو، اگر اسلام میں ناجائز نہ ہو تو میں تمہیں اس وقت یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔"

(انوار العلوم۔ جلد 7، صفحہ 241-242)

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 31/دسمبر 2010ء میں فرماتے ہیں۔

"ایک طالب علم جسے لاہور کی مسجد میں دو گولیاں لگی تھیں اس نے بتایا کہ جب اس نے زخمی حالت میں ماں کو فون کر کے بتایا کہ اس طرح گولیاں لگی ہیں اور خون بہہ رہا ہے تو بہادر ماں نے جواب دیا کہ بیٹا میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا، اگر شہادت مقدر ہے، خبریں آرہی ہیں کہ لوگ شہید ہو رہے ہیں تو جرأت سے جان خدا کے حضور پیش کرنا، بزدلی نہ دکھانا۔"

حضور فرماتے ہیں کہ بہرحال اس بچے کو خدا نے محفوظ رکھا، آپریشن سے گولی نکال دی گئی۔

(ہفت روزہ بدر قادیان۔ 10مارچ 2011ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی بھی ایسا نہ ہوا اور نہ ہی ان شاء اللہ ہوگا کہ خلیفۂ وقت نے کسی بھی مالی تحریک کا اعلان کیا ہو اور جماعت نے صرف اتنی ہی مطلوبہ رقم ادا کی ہو بلکہ ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ افرادِ جماعت اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بڑھ چڑھ کر ادائیگی کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے موقع پر احباب کو نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کی تو ہم نے دیکھا کہ گزشتہ سو سالوں میں ہونے والی تیس ہزار وصیتوں کے مقابل پر صرف چند سالوں میں ہی نئی وصایا کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ خاکسار کو تقریباً 8سال دفتر وصیت میں خدمت کا موقع ملا وہاں ہر روز ایک ایسا معاملہ ضرور دیکھتا کہ نیا وصیت فارم مکمل کرنے والے صاحب تشریف لاتے ہیں جن کی کسی وجہ سے وصیت منظور نہیں ہو سکی یا پھر ایسے مخلصین بھی روز تشریف لاتے ہیں جن کی وصیتیں ابھی منظوری کے مراحل میں ہوتی تھیں اور وہ اپنی جائیدادوں اور آمدنیوں کے دسویں حصے ادا کرنے کے لئے بے چین رہتے تھے اور موصیان میں سے کچھ خوش نصیب تو شرح وصیت بڑھا کر 1/7 بلکہ 1/3 بھی کروا لیتے ہیں۔ کیونکہ 1/10 سے بھی ان کی روح کی تشنگی باقی رہتی ہے، جب کہ آج کے دور میں خصوصاً دنیاداروں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی پیسوں کو بچانے کے لئے کیا کیا جائز و ناجائز حربے استعمال کرتے ہیں۔

ثمراتِ اطاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فدائیانِ خلافت ہمیشہ خلافت کی آواز کو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور عمل کرتے ہوئے سمعنا اور اطعنا کا عملی حقیقی نظارہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کو خدائے ربِ ذوالجلال والاکرام بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ فدائیانِ خلافت کو اس بات کا پختہ یقین ہے کہ یہ بابرکت خلافت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن ان کے ایمانوں کو مزید مضبوط کرتے ہوئے اطاعتِ خلافت کے ثمرات بھی ہم عرصہ 114سال سے کھا رہے ہیں۔

تاریخ احمدیت میں کبھی بھی یوں نہیں ہوا کہ اطاعتِ خلافت میں ایک عاشقِ خلافت خود تو راہِ مولیٰ میں جان قربان کر کے حیاتِ جاوداں پا گیا ہو اور اس کے باقی گھر والے فقر و فاقہ سے رہ رہے ہوں۔ انصار سے لے کر اطفال تک، جماعت کے لئے خلوصِ نیت سے چندہ دیا ہو اور ان کے گھر میں روپیہ پیسہ کی کمی آ گئی ہو، وصیت کے وعدہ کو کما حقہ نبھایا ہو اور جائیدادیں کم ہو گئی ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب عاشقان کو بے حساب اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔

1974ء کے پُر آشوب دور میں اُس وقت کے کمزور اور نہتے احمدی اپنے پیاروں کی میتیں کاندھوں پر اٹھائے اپنے جلتے ہوئے گھروں کی راکھ میں سے کچھ چیزیں کپڑوں کی گٹھریوں میں باندھے سادہ چپلوں سے ربوہ پہنچتے اور قصرِ خلافت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے کچھ لمحے کی ملاقات کے بعد باہر آتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے اور اتنے نامساعد حالات میں بھی ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہوتی کیونکہ وہ ایک ایسے وجود سے مل کر آتے جو ان کو تسلی دیتے کہ گھبرانا نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اس دنیا کے سب سے حسین ہمدردی کے بولوں کو دنیا کا کل خزانہ سمجھ کر ان لوگوں نے پھر سے اپنی زندگیاں شروع کر دیں۔ ان دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی حالت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

”خلیفہ وقت پر بعض دفعہ ایسے حالات بھی آتے ہیں وہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے 74 کے حالات میں دعائیں کرنی پڑی ہیں میرا خیال ہے کہ دو مہینے تک بالکل سو نہیں سکا تھا، کئی مہینے دعاؤں میں گزر رہے تھے۔ پس خلیفہ وقت وہ وجود ہے جو آپ کے رنج میں شریک ہو اور آپ کی خوشیوں میں شریک ہو۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 21 مئی 1978ء)

اور پھر ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے 1974ء میں ربوہ میں بے سروساماں آنے والوں کی چپلوں کو دنیا کی جدید گاڑیوں اور گٹھڑیوں کو اعلیٰ کوٹھیوں میں بدل دیا، اُس وقت ایک ایک کمرے میں گزارہ کرنے والوں کو ایسے گھر عطا کر دیے جن کے ہر کمرے کے ساتھ ملحقہ بیت الخلاء ہیں۔

1934ء میں تحریکِ جدید میں شامل ہو کر ہزاروں مبلغین، کارکنان، اساتذہ کرام اور ماہر ڈاکٹرز دنیا کے دور دراز پسماندہ علاقوں میں روحانی اور دنیاوی دونوں علاج اس تڑپ کے ساتھ کر رہے ہیں کہ کروڑوں پیاسی روحوں کو نہ صرف اسلام کے سرچشمہ سے پانی مل رہا ہے بلکہ ان کی دنیاوی مشکلات بھی کم ہو رہی ہیں مورخہ 3/ اپریل 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریکِ وقفِ نو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

”مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سالوں کے اندر یہ عہد کر لیں جس کو بھی جو اولاد نصیب ہو خدا کے حضور پیش کر دے۔“

پہلے یہ تحریک دو سال کے لئے تھی لیکن بعد ازاں حضورؒ نے اس کو ہمیشہ کے لئے جاری فرما دیا تھا۔ الحمدللہ! اس وقت اس تحریک میں 70 ہزار سے زیادہ واقفین شامل ہیں اور اسی تحریک میں سے نئے مبلغین، اساتذہ، ڈاکٹرز اور انجینئرز اس وقت میدانِ عمل میں یوں خدمت سرانجام دے رہے ہیں کہ غیر از جماعت دنیا بھی یہ کہنے پر مجبور ہے کہ پہلے جہاں پر تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے واقفین خدمت کر رہے تھے ان میں تحریکِ وقفِ نو کا دریا بھی بڑے زور و شور سے آکر شامل ہو گیا ہے۔ ان واقفین کا الاؤنس اگرچہ دنیاوی لحاظ سے کم ہو سکتا ہے مگر ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے بلکہ ان کی اصل خوشی انسانیت کی خدمت اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی ہے۔ ایسے ہی ایک مخلص احمدی، مربی سلسلہ محترم عبد الباسط صاحب سابق امیر جماعت انڈونیشیا (جو بیڈمنٹن کے بہت اچھے کھلاڑی تھے) کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے 28/ اکتوبر 2022ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے فرمایا:

”انڈونیشیا سے ربوہ جامعہ آنے والے تھے انہی دنوں انہیں کسی کمپنی کی طرف سے بطور کھلاڑی بہت بڑی آفر ملی تھی، اس پر ان کے والد مولانا عبد الواحد صاحب کو بڑی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں عبد الباسط بڑی آفر کے چکر میں جامعہ جانے کا ارادہ تبدیل نہ کر دے۔ انہوں نے اپنے والد کی پریشانی دیکھی تو والد کو یقین دلایا اور یہ عہد کیا کہ میں کبھی بھی دنیاوی خوشی کے لئے دین کو نہیں چھوڑوں گا اور اس طرح بہت بڑی مالی فائدے کی آفر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔۔۔ خلافت سے بہت پیار کرنے والے تھے، فدائی اور جانثار تھے۔“

اسی طرح جماعت کا ایک عام احمدی بھی قومی، علاقائی اور مقامی سطح پر عاملہ میں بطور امیر جماعت، صدر جماعت، سیکرٹری، سائق یا کسی اور صورت میں بغیر کسی دنیاوی فائدے کے اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہوئے، اپنے وقت کی قربانی دیتے ہوئے نظامِ جماعت کو مضبوط بنا رہا ہوتا ہے۔ وقارِ عمل بھی جماعتِ احمدیہ کا ہی خاصہ ہے اور یہ ایسا قابلِ عزت عمل ہے کہ کسی مسجد یا مشن ہاؤس کی تعمیر ہو رہی ہو یا پھر جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کے انعقاد کی تیاری ہو رہی ہو اس کے وقارِ عمل میں حصہ لینے والے تمام افراد جماعت ایک خاص بشاشت کے ساتھ کسیوں سے راستوں کو ہموار کرتے، جھاڑوؤں سے سڑکوں کو صاف کرتے، لوہے کی تسلوں میں مٹی یا ریت اٹھا کر متعلقہ جگہ تک پہنچاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر اجتماعات کے موقع پر بیت الخلاء کی صفائی کے لئے کبھی بھی باہر سے صفائی والے منگوائے نہیں جاتے بلکہ دنیا کی اچھی گاڑیاں استعمال کرنے والے احمدی مرد اور ہاتھوں میں زیور پہنے ہوئے دنیا کے لحاظ سے امیر لجنہ بھی جن کے اپنے گھروں میں الحمدللہ کام کرنے کے لئے باقاعدہ تنخواہ دار خادم موجود ہوتے ہیں، پیارے مسیح کے مہمانوں کی اس حد تک خدمت کرتے ہیں کیونکہ اُن کا پختہ یقین ہے کہ اس نظام کی اطاعت سے ہی تمام برکتوں کا حصول ممکن ہے۔

الحمدللہ! امسال اس عاجز کو بھی جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کا موقع ملا۔ جلسے کے دنوں میں عمومی کی خدمت کرنے والوں میں میرے پیارے دوست عرفان شائق بھی شامل تھے۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ بات مجھے بتائی کہ جلسے کے دنوں میں ایک رات کار پارکنگ میں ڈیوٹی دے رہے تھے۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد تمام احباب اپنی رہائش گاہوں میں جا چکے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ پیارے حضور (اس وقت گول پشاوری ٹوپی پہنے) ان کی طرف حفاظتِ خاص کے عملے کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ روح پرور منظر دیکھ کر چند لمحوں کے لئے تو وہ پریشان ہو گئے لیکن قریب آکر پیارے حضور نے شرفِ مصافحہ بخشا نیز موسم کے حساب سے چائے اور دیگر سہولیات کے بارہ میں دریافت کیا۔ یہ بات بیان کرتے وقت خوشی کے ساتھ ان کی آنکھیں آنسوؤں کے ساتھ بھر گئیں کہ جلسہ کے دنوں میں پیارے آقا بمشکل تین سے چار گھنٹے آرام فرماتے ہیں اور اتنی مصروفیت اور تھکان کے باوجود آپ کو عام کارکنان کی بھی اتنی فکر ہے۔ بس یہی دو طرفہ انمول محبت ہے جو ہم سب کی اجتماعی اور انفرادی ترقی کی حقیقی ضامن ہے۔

(بقیہ صفحہ 57)

خلافت۔ ہدایت و راہنمائی کا چشمہ رواں

محترمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

اسلام میں نظام خلافت نہایت نادر، عجیب و غریب بلکہ عدیم المثال نظام ہے۔ اس میں خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا ذمّہ دار اور نگران ہوتا ہے۔ یہ نظام ملکی اور قومی حدود میں مقید نہیں بلکہ تمام ملکوں، سب قوموں اور سارے زمانوں پر وسیع ہے۔ مقصد یہ ہے بندوں کا اپنے خالقِ حقیقی کے ساتھ مضبوط تعلق قائم ہو جائے اور بندوں کا آپس میں بھی محبت، اخوت اور مساوات کا تعلق قائم ہو۔ قرآن مجید کے مطابق ہدایت کا اصل منبع قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا جو جاری و ساری ہدایت ہے۔

خدا تعالیٰ جب کسی کو خلیفہ بناتا ہے تو وہ وقت کی ضرورت اور حالات کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وہ قابلیت اور صلاحیت ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ پیدا فرما دیتا ہے جس کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے خلافتِ راشدہ کے چاروں خلفاء نے اپنے وقت کے مطابق بہترین کام کئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استحکام خلافت اور اطاعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا عظیم الشان مظاہرہ کیا اور کسی کمزوری کو قریب نہ آنے دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمتِ انسانیت کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ کو دور دور تک پھیلا دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حفاظتِ قرآن کی عظیم خدمت سرانجام دی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریاں نہایت احسن رنگ میں ادا کیں۔

ہمارے اس دَور میں اسلام کو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو بھیجا۔ یہ وہ وقت تھا کہ اسلام کا صرف نام باقی تھا اس کی تعلیمات پر عمل اُٹھ چکا تھا۔ آپ نے پوری شان سے اسلام کی عظمت اور حقانیت ثابت کی۔ سب مذاہب پر اسلام کی خوبیاں ثابت کیں اور اسلام کے لئے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ دشمنوں نے بھی آپؑ کو اسلام کا بہادر جرنیل تسلیم کیا۔

26 مئی 1908ء میں آپؑ کی وفات نے جماعتِ احمدیہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپؑ نے جماعت کو پہلے ہی قدرتِ ثانیہ کے ظہور کی خبر دے دی تھی کہ آپؑ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مشکل وقت میں اس گرتی ہوئی جماعت کو تھام لیا۔ اور جماعت نے اتفاق رائے سے حضرت مولانا حافظ حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ پہلی بیعت تھی جو اس باغ میں ہوئی جو بہشتی مقبرہ کے قریب تھا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت مولانا حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تحریرات سے بھی عیاں ہے۔ آپؑ نے اپنے مخلص اور جان نثار خادموں میں سے جن کے لئے سب سے بڑھ کر تعریفی کلمات فرمائے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکی، تقویٰ، ایثار اور اخلاص ظاہر و باہر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کا ان کو اس مقام پر کھڑا کرنا عین مناسب اور بہترین انتخاب تھا۔ جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیتے ہوئے گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا وہاں مخالفین نے اعتراضات کرنے شروع کر دیئے کہ اس بڑی عمر میں اس شخص نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کا غالباً سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپؓ نے خلافت کے مقام کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے جس جرات اور اولو العزمی کا ثبوت دیا وہ بے نظیر ہے اس وقت جو لوگ انجمن کے کرتا دھرتا تھے وہ خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول کرنے پر آمادہ تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت ایسی مضبوط تھی، آپؓ کے الفاظ ایسے جلالی تھے، انداز ایسا پُرشوکت تھا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کی کسی بات کو ردّ کر سکے۔ خلافت کے مقام کی عظمت کو قائم کرنا آپ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے۔ اگر آپ ذرا بھی مرعوب ہو جاتے تو آج نقشہ ہی اور ہوتا۔ آپؓ نے آنے والی نسلوں کو یہ قیمتی سبق دیا کہ خلافت تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک مقدّس امانت ہے۔ اگر تم نے اس مقدس امانت کی حفاظت کی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ترقی کے راستے سے روک نہ سکے گی۔ آپؓ نے مختلف مواقع پر خلافت کی اہمیت، عظمت اور شان کو کھول کھول کر اجاگر کیا۔

آپؓ نے ہر طرح جماعت کو سمجھایا کہ خلافت ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس نظام کے ذریعہ نبی کے کام کو مکمل فرمایا کرتا ہے۔ آپ نے یہ بات بھی خوب واضح کی کہ خلیفہ کا تقرر مومنوں کے انتخاب سے ہوتا ہے مگر دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خدا تعالیٰ جسے مناسب سمجھتا ہے کھڑا کر دیتا ہے۔ اب تم میں یا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ خدا کی مشیت کے راستے میں حائل ہو۔ منکرین خلافت نے اگرچہ آپؓ کی بیعت کے اندر رہتے ہوئے اپنی خفیہ کارروائیوں کو جاری رکھا مگر آپؓ کی تقریروں اور خطابات کا عظیم الشان فائدہ یہ ہوا کہ جماعت کا کثیر حصہ خلافت کی اہمیت اور برکات کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

آپؓ کا دورِ خلافت اگرچہ مختصر تھا یعنی چھ سال مگر آپ نے قرآن کریم کے دروس کا سلسلہ قائم کر دیا۔ اسی طرح قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ہوا۔ خلافت کے نظام کی حفاظت کی۔ اس کی اہمیت واضح کر دی اور مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔ مخالفوں کی ساری کوشش کے آگے شمشیر برہنہ بن کر حفاظت کی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کے مطابق 14مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی اور اس وقت جماعت میں پھر زلزلہ کی سی کیفیت تھی۔ انجمن کے سرکردہ عمائدین جو چُپ تھے، انہوں نے پھر سر اُٹھایا کہ خلافت کی بجائے انجمن کو تمام اختیارات دے دیئے جائیں اور انجمن سارے معاملات کی کرتا دھرتا بن جائے۔

اس وقت ایک طرف ہر مومن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کا غم بہت بھاری تھا مگر اس دوسرے غم نے جو جماعت کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے ہر مخلص احمدی کے دل کو کھائے جارہا تھا۔ اس صدمہ کو سخت ہولناک بنا دیا تھا۔ یہ نظارہ نہایت صبر آزما تھا۔ گو خدا کے وعدوں پر ایمان تھا مگر ظاہری اسباب کے ماتحت دل بیٹھے جاتے تھے۔ اگلے دن 14مارچ 1914ء بروز ہفتہ عصر کی نماز کے بعد تقریباً دو ہزار احمدی احباب مسجد نور میں جمع ہوگئے۔ سب کے سامنے مکرم نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پڑھ کی سنائی، جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے ’’حضرت میاں! حضرت میاں!‘‘ کی آوازیں آنے لگیں۔ یوں لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کر پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی طرف لا رہے ہیں۔ کچھ تامّل کے بعد لوگوں کے اصرار پر آپؓ نے بیعت لینی شروع کی۔ بیعت کے بعد لمبی دعا ہوئی۔

خلافت کے انتخاب کے بعد پہلا کام یہ تھا کہ جماعت کے منتشر دھاگوں کو سمیٹ کر ایک لڑی میں پرو دیا جائے۔ اس کے لئے فوری توجہ کی گئی۔ چنانچہ اخباروں، رسالوں اور اشتہارات کے ذریعہ بیرونی جماعتوں کو حالات سمجھائے گئے۔ اور خلافت کے ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ اکثریت نے مخلصانہ لبیک کہا اور بیعت کر لی۔

آپؓ وہ اولو العزم فرزندِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جن کی پیدائش سے قبل ہوشیار پور میں چلّہ کشی کے بعد آپؓ کی پیدائش کی خبر دی گئی اور آپ ’مصلح موعود‘ تھے۔

آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بہت سی تحریکات فرمائیں جن کی جماعت کو از بس ضرورت تھی۔ تحریک جدید کے زیر اہتمام دنیا کے 46 ممالک میں مِشن قائم ہوئے۔ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کی اشاعت ہوئی۔ جماعت کو مظبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ذیلی تنظیمیں قائم کیں۔ یہ وقت کی بہت اہم ضرورت تھی کہ مرد، خواتین، بچے اور جوان اپنی اپنی تنظیم کے زیرِ انتظام ترقی کی راہوں پر قدم آگے بڑھائیں۔ سب سے پہلے ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ کا قیام 1922ء میں ہوا جس پر اب 100 سال پورے ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

7 سے 15 سال کی بچیاں ناصرات کی تنظیم میں شامل ہیں۔ آج دنیا کے کونے کونے میں جہاں بھی جماعت قائم ہے، خواتین اپنی ذیلی تنظیم کے اندر رہتے ہوئے مختلف تربیتی، تعلیمی، اور تبلیغی کاموں میں دن رات مصروف ہیں۔ یہ آپ کا احسان ہے کہ خواتین میں یہ جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ وہ بھی جماعت کی ترقی میں بھرپور حصّہ لے کر ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ پھر اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ 7 سے 15 سال، 16 سے 40 سال کے زیادہ عمر کے مرد شامل ہیں۔

جماعت کے کاموں کو بہتر طور پر چلانے کے لئے باہم مشورہ اور عمدہ تجاویز کی ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لئے جماعت میں شوریٰ کا نظام 1922ء میں جاری فرمایا۔ آپ نے سال میں کم از کم ایک اجلاس ضروری قرار دیا۔ اور مقامی جماعتوں کو تحریک کی وہ نمائندے بھیجیں تا کہ سب سے مشورہ ہو سکے۔

اس وقت ضرورت تھی کہ جماعت کی حفاظت اور ترقی کے امور انجام دیئے جائیں۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصیرت عطا کی کہ آپؓ نے تصنیف کی طرف، تربیت کی طرف، سیاست کی طرف، خدمت کی طرف غرض ہر شعبہ زندگی کی طرف گہری توجہ رکھی۔ اسی طرح آپ کی نظر جماعت کے مرکزی نظام کی اصلاح کی طرف بھی تھی۔ آپ نے صیغہ قضا کا بھی جدید نظام قائم کیا۔ تا کہ جماعت کے اندرونی تنازعات کا فیصلہ ہو سکے اور آخری اپیل خلیفۃ المسیح کے پاس رہی۔ گویا ہر پہلو سے جماعتی نظام کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کے عظیم الشان اور وقت کی ضرورت کے مطابق کاموں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے صد سالہ جوبلی کے خطاب 27 مئی 2008ء کو ایکسپو سینٹر لندن میں فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اولوالعزم فرزند اور مصلح موعود کے 52 سالہ دورِ خلافت میں جماعت نے ترقی کے وہ نظارے دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھے۔ خزانہ خالی کر کے جانے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ قادیان میں عیسائیوں کی حکومت ہوگی، آج زندہ ہوں تو دیکھیں کہ قادیان میں عیسائیوں کی تو کیا حکومت ہونی تھی، اولوالعزم موعود بیٹے نے ہزاروں عیسائیوں کو مسیح محمدی کے جھنڈے تلے جمع کر دیا ہے۔

احرار کا فتنہ اٹھا تو جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے تو حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کا آغاز کر کے تمام دنیا میں جماعت کے تبلیغی مشنوں کے جال پھیلانے کی بنیاد ڈال دی۔ قرآن کی تفسیر اور دوسرا لٹریچر جو ہمیشہ کے لئے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کی پیشگوئی پر گواہ بن گیا وہ دنیا میں پھیل گیا۔

ہجرت کا وقت آیا تو اس اولوالعزم نے جماعت کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ کم از کم نقصان کے ساتھ افراد جماعت پاکستان میں آ کر آباد ہوئے۔ تمام تر مشکل حالات کے باوجود قادیان میں اپنے بیٹوں سمیت ایسے قربانی کرنے والے لوگوں کو چھوڑا جنہوں نے ہر قیمت پر شعائر اللہ کی حفاظت کی۔ پاکستان میں مرکز احمدیت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک بے آب وگیاہ بستی کو عظیم راہنمائی اور فراست سے ایک سرسبز شہر بنا دیا جس کے نظارے آج بھی ہم کر رہے ہیں۔ پس وہی نوجوان جو 25 سال کا تھا اور جس کے مقابلہ پر بڑے بڑے عالم فاضل اور سرکردہ تھے جب خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ کی نظرِ انتخاب اس پر پڑی، جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کا مظہر بنا تو ایک کامیاب جرنیل کی طرح میدان پر میدان مارتا چلا گیا

اور ماننے والوں اور مسیح محمدی کے غلاموں کی حالت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے خوف کے بعد امن میں بدلتا چلا گیا۔‘‘

تقدیر الٰہی کے مطابق آپؒ نومبر 1965ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جماعت آپؓ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکے گی کیونکہ آپ کا 52 سالہ دورِ خلافت ایسا تھا کہ اس میں کئی نسلوں نے آپ سے فیض پایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود تھا جس نے خوف کو امن سے بدل کر ہمیں قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا جلوہ دکھایا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن مقدس وجودوں کو مقامِ خلافت پر فائز کرنے کے لئے منتخب فرماتا ہے انہیں اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا ہے اور اس کی زبانِ مبارک پر حقائق و معارف جاری فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کا بنیادی ڈھانچہ بنا دیا تھا اور جماعت اس پر مضبوطی سے قائم تھی۔ اب ضرورت تھی کہ اس کی اندرونی مضبوطی کا انتظام کیا جائے اور ایسی تحریکیں کی جائیں جن سے تربیت، اصلاح اور مزید بہتری پیدا ہو۔ تبلیغ کے کام میں وسعت کے لئے آپ نے اگست 1970ء میں حدیقۃ المبشرین کا قیام فرمایا۔ پھر جلسہ سالانہ 1965ء میں آپ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک فرمائی تا کہ ساری دستاویزات کی حفاظت ہو سکے اور مقاصد کو جاری رکھا جاسکے۔ جماعت سے رابطہ کے لئے آپ نے بیرونی ممالک کے دورے کئے تا کہ جماعت کے حالات کا پوری طرح علم ہو سکے اور ان کی ترقی کے کاموں کی رفتار تیز کی جاسکے۔ اس سلسلہ میں 1973ء میں آپ نے یورپ اور افریقہ کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے نتیجہ میں جماعت کی ترقیات کے جو منصوبے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالے، ان کا ذکر کرتے ہوئے 27 دسمبر 1973ء کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز اپنے خطاب میں فرمایا۔

‘‘گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہا کہ کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ ان ممالک میں ان کی خدمت کے لئے خرچ کرو۔ جب میں وہاں سے واپس آیا تو پہلا ملک جہاں افریقہ سے باہر ٹھہرا وہ انگلستان تھا، میں نے اپنے بھائیوں سے بڑی وضاحت سے یہ کہا کہ خدا نے یہ کہا ہے کہ یہ کام کرو۔ میں اُن سے اللہ تعالیٰ کی اس منشاء کے مطابق یہ وعدہ کر کے آیا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ سات سال کے اندر تمہارے ملکوں میں سولہ نئے طبی مراکز کھولوں گا۔ اور کافی نئے سیکنڈری سکول کھولوں گا۔‘‘

(خطاباتِ ناصرؒ صفحہ 640-639)

واقعی اللہ تعالیٰ کی منشاء پوری ہوئی۔ جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ ڈاکٹر بھی مہیا ہو گئے اور لیکچرار بھی۔ سکول بھی کثیر تعداد میں تعمیر ہوئے اور ہسپتال بھی۔ افریقہ جو تاریک براعظم کہلاتا تھا، خلیفہ احمد کے قدم اور مفید تعلیمی اقدامات سے جگمگانے لگا۔ تعلیم کے نور سے منور ہوا اور بنیادی طبی سہولیات انہیں میسر آنے لگیں۔ افریقہ کے ممالک کو سکولوں اور ہسپتالوں کی سخت ضرورت تھی تا کہ وہ بھی باقی دنیا کے ساتھ ترقی کے راستے پر قدم بڑھا سکے۔ علم کے نور نے انہیں منور کیا اور آج اس براعظم میں احمدی سکولوں اور ہسپتالوں کا جال بچھ چکا ہے جن سے بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب کثیر تعداد میں لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

آپ نے جماعت کو ایک مقبول اور قابل قبول ماٹو دیا۔ جس کی نہ صرف جماعت کو ضرورت تھی اور ہے بلکہ یہ ماٹو ساری دنیا میں بے حد مقبول ہے۔ دنیا کے مختلف لیڈر، احمدیت کے ذکر میں اس عظیم ماٹو کا ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ یہ یقینی واقعہ ہے کہ ایک غیر مسلم تنظیم نے بھی اپنی کانفرنس میں جلی حروف میں اس ماٹو کو لکھ کر لگایا جو یہ ہے

Love for All, Hatred for None

محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں

آج کی خود غرض دنیا کو اس درس کی، اس ماٹو کی انتہائی ضرورت ہے تا کہ معاشرہ میں محبت اور پیار کی فضا پیدا ہو، نفرتیں اور کدورتیں دلوں سے نکل جائیں اور ہر طرف امن و سکون کا دور دورہ ہو۔

آپؒ کے دور خلافت میں 1974ء میں ایک واقعہ کے بعد ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بہت سے احمدی گھر لوٹ لئے گئے۔ انکے کاروبار اور دکانوں کو آگ لگا دی گئی اور بہت سے احمدی شہید کر دیئے گئے۔ یہ وقت جماعت پر بہت ہی کڑا وقت تھا۔ لٹے پٹے، دکھوں سے چور، غم سے نڈھال احمدی اپنے امام کو ملنے آتے، اپنے دکھ بتاتے اور رو رو کر اپنی حالت کا اظہار کرتے۔ ایسے وقت میں امام وقت، خلیفہ احمدیت کچھ اسی انداز سے ان کی دلجوئی کرتے، ان کے زخموں پر مرہم رکھتے، ان کے دکھوں کا مداوا کرتے، ایمان وایقان کی وہ نئی روح ان میں پھونکتے کہ وہ مسکراتے ہوئے باہر آتے۔ ایسے جذبہ سے سرشار ہو جاتے کہ اپنا تن، من، دھن خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پھر سے تیار ہو جاتے۔

اس وقت جماعت کو ایسے امام کی ضرورت تھی جو ان کے زخموں کا مرہم بن جائے اور انہیں تسکین دے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ضرورت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت اور محبت بھرے وجود کے ذریعہ پوری فرما دی۔ آپؒ نے احمدیوں کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ احمدی کی مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکتا۔

آپؒ وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے تبلیغ کے کاموں میں وسعت پیدا کرنا چاہتے تھے تا کہ اسلام کا پیغام جلد از جلد دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ چنانچہ آپ نے اللہ کی منشاء سے 9 جنوری 1970ء کے خطبہ میں پریس کے قیام کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔

‘‘بڑے زور سے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں۔ ایک تو ہمارے پاس بہت اچھا پریس ہو... اس اچھے پریس کے لئے ہمیں 5،10 لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی... اگر اپنا پریس ہوگا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کر لیا کریں گے اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے۔.... میرے دل میں جو شوق پیدا کیا گیا ہے اور جو خواہش پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس جیسا اچھا پریس کوئی نہ ہو اور پھر اس

پریس کو اپنی عمارت کے لحاظ سے اور دوسری چیزوں کا خیال رکھ کر، اچھا رکھا جائے۔ عمارت کو ڈسٹ پروف بنایا جائے تاکہ ہم دنیا میں اپنی کتب کی اشاعت کر سکیں۔''

(خطباتِ ناصرؒ۔ جلد 3 ،صفحہ 24،25)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس خواہش کی تکمیل اس طرح فرمائی کہ 18فروری 1973ء کو آپؒ نے ربوہ میں ایک جدید پریس کا سنگ بنیاد رکھا جس کا نام بعد میں ''نصرت پرنٹرز اینڈ پبلشرز'' کر دیا گیا۔ پھر آپ کے دل میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لئے براڈ کاسٹنگ سٹیشن کے قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا جس کا اظہار آپ نے 21نومبر 1975ء کے خطبہ میں کیا۔

جماعت کو تبلیغ کی مہم کو تیز کرنے اور ہر جہت سے ترقیات کے لیے قربانی پیش کرنے کے لئے خاص توجہ دلائی کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اسلام کی کھل کر تبلیغ کی جائے۔

تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے آپ نے تعلیمی اداروں کی طرف خاص توجہ دی۔ حوصلہ افزائی کے لئے تعلیمی وظائف اور تمغے مقرر کئے۔ اس طرف بھی توجہ دلائی کہ کوئی ذہین بچہ تعلیم کی سہولت سے محروم نہ رہے۔

گویا تعلیمی میدانوں میں آگے بڑھنے کا مقصد اسلام کی برتری ثابت کرنا ہے تا کہ اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچے اور وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اپنا کر اس کے جھنڈے تلے آ جائیں۔ آپ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا کہ اس وقت قرآن مجید کی اشاعت کے ذریعہ ہی لوگوں کو اسلام کی طرف لا سکتے ہیں۔ اور اس پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپ خود حافظ قرآن تھے اور آپ کو قرآن مجید سے عشق تھا۔ خلافت ثالثہ میں جماعت احمدیہ اشاعت قرآن کے لحاظ سے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ آپ میں اشاعت قرآن کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ نے 4جولائی 1980ء کو فرینکفرٹ میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دورِ خلافت میں پچھلے دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہو گا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دو گنا زیادہ اشاعت ہو چکی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 15جولائی 1980)

آپؒ کی قرآن مجید کی اشاعت کی خواہش اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی پوری فرمائی کہ آپ کے دور خلافت میں قطب شمالی تک قرآن کا پیغام پہنچ گیا۔

پھر 1981ء کے بعد 1982ء کا سال آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے رخصت ہو گئے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے پھر سے جماعت احمدیہ کو سہارا دیا اور خلافتِ رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

مخالفین احمدیت کے لیے خلافتِ ثالثہ کے بعد ساری جماعت کا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہاتھ پر جمع ہونا گویا ایک زبردست تازیانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مدد جماعت کے ساتھ تھی۔ اور ترقی کی راہ پر پھر سے رواں ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر کھڑا کرتا ہے تو وہ انسان خود بھی اپنے آپ کو عاجزی کی وجہ سے اس کا اہل نہیں سمجھتا اور دنیا والے بھی اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے اُسے شناخت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اسے ضرورت کے مطابق صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور اُس کی راہنمائی کرتا ہے۔ وقت خود ثابت کرتا ہے کہ اس کا وجود بہترین انتخاب تھا۔ جو اگرچہ مومنین کے ذریعہ ہوتا ہے مگر درحقیقت خدا کا پوشیدہ ہاتھ دلوں کو اس طرف کھینچ کر لانے والا ہوتا ہے۔

آپ نے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر خواتین سے خطاب کے لئے وہ عنوان منتخب فرمایا جس کی ہر پہلو سے بہت ضرورت اور اہمیت تھی بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ اہمیت کے باوجود توجہ نہیں رہتی۔ خلیفۂ وقت بہتر سمجھتے ہیں کہ کس پہلو کو کس وقت بیان کرنا ہے اور کس قدر زور دینا ہے پردہ اگرچہ خدا اور رسول کا حکم ہے مگر وقت اور حالات کے ساتھ بے توجہگی ہو جاتی ہے۔ آپ نے 27 دسمبر 1982ء کو ربوہ میں جلسہ سلانہ کے موقع پر خواتین سے خطاب کے دوران پردے کی اہمیت اور پوری طرح اس کو اختیار نہ کرنے والوں کے لئے سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ تاکہ یہ احساس ہو کہ پردہ ہر دور اور ہر زمانہ میں لازمی ہے۔ خلیفۂ وقت کی نگاہ آنیوالے خطرات کو بھانپ لیتی ہے۔ آپؒ نے فرمایا:

''حقیقت یہ ہے اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ اگلی نسلیں انتہائی خطرناک دور میں داخل ہونے والی ہیں۔ ہر طرف بے حیائی کا دَور دَورہ ہے۔ ہر طرف ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ اگر آپ نے پردے کی خاص حفاظت نہ کی تو اتنے خطرناک حالات سے آپ کی اگلی نسلیں دوچار ہوں گی کہ آپ حسرت سے دیکھیں گی اور ان کو واپس نہیں لا سکیں گی۔''

(جلسہ سالانہ ربوہ 27 دسمبر 1982ء خواتین سے خطاب)

آپؒ کے دور میں جماعتی ترقی کا ایک نیا دَور شروع ہوا تو دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا اور خلافت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس کے زعم میں یہ جماعت کا سر کچلنے کی کوشش تھی۔ ایسا آرڈیننس جاری کر دیا کہ خلیفۂ احمدیت رہنمائی نہ کر سکے۔ لیکن ہمارا خدا جو صادق الوعد خدا ہے، اس نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو معجزانہ طور پر دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے لندن پہنچا دیا۔ اور وہ دشمن جو خلافت کا سر کچلنا چاہتا تھا اس کو خدا تعالیٰ نے اسطرح کچلا اور تباہ کیا کہ اس کے جسم کا ایک ذرہ بھی باقی نہ بچا اور عبرت ناک انجام کو پہنچا۔

لندن آنے کے بعد جماعت کی ترقی کا ایک نیا دَور شروع ہوا۔ حضور نے گہری نظر سے بیرونی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کے حالات سے آگاہی حاصل کی اور پھر اس کے مطابق ان کی راہنمائی کی جس کی اشد ضرورت تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ آج کے مغربی معاشرہ کو خدا کی محبت کے ساتھ باندھنے کی ضرورت ہے اور اس کی بہت حد تک ذمہ داری خواتین پر عائد ہوتی ہے کیونکہ بچے زیادہ تر ان کی زیرِ نگرانی پرورش پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی خود رہنمائی فرماتا اور ان کے دلوں

میں تحریک اور خیال پیدا کرتا ہے جس کی جماعت کو ضرورت ہو یا آئندہ ضرورت پیش آنی ہو۔حضرت خلیفہ رابعؒ کی بہت ہی عظیم الشان اور اہم تحریک 'وقفِ نو' ہے جو آپ نے اگلے صدی کی تیاری کے لئے جو احمدیت کی صدی ہوگی، جماعت کو کی۔ آپؒ نے 13 ؍اپریل 1987ء کے خطبہ فرمودہ مسجد فضل لندن میں فرمایا:

''پس میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مافی بطنی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے یہ مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے ان کو اپنے لئے خاص کر لے تیرے ہو کر رہ جائیں۔ اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 اپریل 1987ء مسجد فضل لندن)

حضور کی لندن تشریف آوری کے بعد جماعت کے تبلیغی اور تربیتی میدان میں تیزی آ گئی۔ حضور نے جماعت کو اپریل 1993ء میں ہر جگہ یہ پیغام بھیجا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہر فردِ جماعت کو تبلیغ کے میدان میں اتار دیں۔ اب ضرورت ہے کہ اپنی مساعی تیز تر کر دیں۔ کیونکہ اب ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا تھا۔ یعنی ''عالمی بیعت''۔ جو یکم اگست 1993ء اسلام آباد میں جلسہ کے تیسرے روز ہوئی۔ حضور نے بیعت سے قبل اس کی اہمیت پس منظر اور غرض و غایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی کسی آنکھ نے یہ بات نہیں دیکھی کہ بیک وقت دنیا کے تمام برِّاعظموں سے بکثرت ممالک اور قوموں میں مختلف زبانوں میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہوں۔ اور وہ شخص حضرت اقدس محمد ﷺ کے غلام کا ایک ادنیٰ غلام ہو۔ یہ وہ بات ہے جو تاریخ عالم میں پہلی دفعہ رونما ہو رہی ہے اور آئندہ ہمیشہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس بات کو اچھی طرح محسوس کیا تھا کہ دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے تسلّی بخش جواب ملنے چاہئیں۔ اسی وجہ سے خلافت سے پہلے بھی پاکستان میں آپ کی مجالسِ سوال و جواب منعقد ہوتیں اور ان میں احمدی احباب شامل ہو کر استفادہ کرتے۔ لندن آنے کے بعد اگرچہ خلافت کی ذمہ داری آپ پر تھی مگر آپ نے اس سلسلہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں بہت وسعت پیدا کر دی۔

ایم ٹی اے نے تو ان مجالس عرفان کا رنگ ہی بدل دیا گویا ان میں رنگ بھر دیا۔ کبھی عرب احباب کے ساتھ ''لقاء مع العرب'' کے طور پر یہ مجلس لگتی، کبھی اردو دان احباب سوال پوچھتے، کبھی انگریز طبقہ حضورؒ سے اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتا۔ کبھی بنگلہ زبان میں سوال جواب کی محفل منعقد ہوتی اور کبھی فرینچ میں سوال جواب کے پروگرام ہوتے۔ غرض یہ ایسی رنگا رنگ مجالسِ عرفان ہوتیں جو ایم ٹی اے پروگراموں میں رنگ بھر دیتیں۔ بہت سے دلوں میں اٹھنے والے سوالوں کے جوابات براہِ راست معلوم ہو جاتے جو لوگ دور سے آ کر شامل نہ ہو سکتے وہ ان پروگراموں سے استفادہ کرتے اور اپنے علم میں اضافہ کرتے۔ گویا یہ علم کے وہ دریا تھے جن کی موجودہ حالات میں ضرورت تھی۔

خلافتِ رابعہ میں ایک نہایت اہم موڑ آیا۔ کسی وقت جماعت ایک ریڈیو سٹیشن کا سوچ رہی تھی کہ جماعت کا ایک اپنا ریڈیو سٹیشن ہو یا اب اللہ تعالیٰ نے گویا چھپر پھاڑ کر ایم ٹی اے کی نعمت عطا کر دی۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ایم ٹی اے کا اجراء ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ ایک نئی شان کے ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ ہمارے خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔ دشمن تو خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے عضوِ معطل بنانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اسے ایسے ذریعہ سے لوگوں کے گھر تک پہنچانے کا تھا جس کی راہ میں کوئی جغرافیائی روک حائل نہیں ہو سکتی تھی۔''

(خطاب بر موقع صد سالہ خلافت جوبلی 27 مئی 2008ء ایکسپو سنٹر لندن یوکے)

7 جنوری 1994ء وہ مبارک دن ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبہ جمعہ کے ذریعہ ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز ہوا۔ یہ جدید ٹیکنالوجی کا بہترین استعمال تھا۔ حضورؒ نے 5 اگست 1994ء کو خطبہ جمعہ میں اس کا یوں ذکر فرمایا:

''جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیر معمولی شان کا جلسہ ثابت ہوا۔ اللہ کے فضلوں کو ہم ہمیشہ برستا دیکھتے ہیں لیکن ان فضلوں میں بھی بعض دفعہ اچانک یُوں لگتا ہے جیسے غیر معمولی تیزی پیدا ہو گئی ہے اور توقع سے بڑھ کر اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ جس صورتحال میں اختتام پذیر ہوا اس میں کسی انسانی حکمت اور کسی منصوبہ بندی کا کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں تھا''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ اگست 1994ء۔ خطباتِ طاہرؒ جلد 13، صفحہ 572)

پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ بہت سے سلسلہ وار پروگرام شروع ہو گئے۔ گویا موسم بہار شروع ہو گیا جس پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ ان شاء اللہ جماعت کی وسعت کے لیے مساجد لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر جماعت کو مساجد کی تعمیر اور توسیع کی تحریک 24 فروری 1995ء کے خطبہ جمعہ میں کی جس کے نتیجے میں نہ صرف مساجد کی از سرِ نو تعمیر ہوئی بلکہ بہت سے اضافے

امریکہ، کینیڈا کے علاوہ براعظم یورپ اور افریقہ میں ہوئے اور بیسوں نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ جو پروگرام پیش کئے گئے ان میں سے ایک بہت اہم پروگرام ہومیوپیتھی کلاسز کا پروگرام تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اب یہی آئندہ زمانے میں علاج کے لیے استعمال ہونے والی چیز ہے اور وقت کی اہم ضرورت۔ آپ کو خود شروع سے اس میں بہت دلچسپی تھی اور بہت مہارت حاصل تھی۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیرہ لڑکوں میں سے اگر کسی کو ہومیوپیتھی کا شوق اور مہارت ہوئی تو وہ حضور تھے۔ جنہوں نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر ساری دنیا کی روحانی اور جسمانی شفا بنا تھا۔ یہ علاج ایک لحاظ سے خدمت خلق ہے۔ آپ نے اپنے باقاعدہ لیکچرز کے ذریعہ ساری دنیا کے احمدیوں کو ہومیوپیتھی کا علم دیا اور پھر جگہ جگہ فری ڈسپنسریاں قائم کروائیں۔ اس طریقہ علاج میں خاص بات یہ ہے کہ نہایت کم خرچ پر ہوتا ہے جو ایلوپیتھک طریقہ علاج میں ممکن نہیں۔ پھر مزید یہ کہ اس کے اخراجات جماعت احمدیہ خود برداشت کر رہی ہے اور ساری دنیا میں مفت دوائیاں تقسیم کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں بے شمار مریض، قوم، رنگ اور نسل سے بالا اس طریقہ علاج سے شفا پاتے ہیں۔ خلافت رابعہ ایک عظیم دور تھا جس میں عظیم الشان کام ہوئے۔

خدائی تقدیر کے مطابق 19 اپریل 2003ء میں آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

خلافت خامسہ کا انتخاب اور بیعت کے نظارے ایم ٹی اے نے تمام دنیا کو دکھائے۔ اس وقت ساری دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا۔ بہتوں نے برملا تسلیم کیا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔ لیکن اس بات نے ان کو اصلاح کی بجائے حسد میں اور بڑھا دیا۔ قدرت ثانیہ کا یہ پانچواں دور ان کے لیے تازیانہ ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خلیفہ بننے کے بعد پہلے خطاب میں جماعت کو بہت دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا یہ قافلہ قدرت ثانیہ کے پانچویں خلیفہ کی رہنمائی میں ترقی کی راہیں طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ آپ نے اپنی خلافت کے شروع میں ہی عورتوں میں بعض رسومات کی طرف رجحان محسوس کر کے انہیں نصیحت فرمائی۔ یہ بہت بروقت نصیحت ہے کیونکہ موجودہ حالات اور معاشرہ میں اس قسم کی برائیاں بہت جلد پھیلتی ہیں اور پھر نسلوں میں منتقل ہو جاتی ہیں۔

موجودہ دور میں جہاں ٹیکنالوجی کی ترقی کے بہت سے فائدے ہیں۔ وہاں ان ایجادات سے بعض نہایت لغو اور بے ہودہ کام بھی لیے جا رہے ہیں۔ حضور اقدس نے نہایت حکمت سے اس ضمن میں جماعت کو نصائح فرمائیں کہ حکمت سے ان سائنسی ایجادات سے فائدہ اٹھایا جائے اور انٹرنیٹ کے نقصان دہ پہلوؤں سے بھی آگاہ کیا۔ آپ نے خطبہ جمعہ 20 اگست 2004ء میں فرمایا:

> ”پھر انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہے یہ بھی ایک لحاظ سے آج کل کی بہت بڑی لغو چیز ہے۔ اس نے بھی کئی گھروں کو اجاڑ دیا ہے۔ ایک تو یہ رابطے کا بڑا سستا ذریعہ ہے پھر اس کے ذریعہ سے بعض لوگ پھرتے پھراتے رہتے ہیں اور پتہ نہیں کہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔ شروع میں شغل کے طور پر سب کام ہو رہا ہوتا ہے پھر بعد میں یہی شغل عادت بن جاتا ہے اور گلے کا ہار بن جاتا ہے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا نشہ ہے اور نشہ بھی لغویات میں ہے۔“

آپ نے خطبات اور مختلف خطابات میں سوشل میڈیا کی برائیاں اور نقصانات کھول کر بتائے کیونکہ اپنی آئندہ نسلوں کو ان مضر اثرات سے بچانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تاکہ نوجوان غلط راستوں پر چل کر بھٹک نہ جائیں۔ بلکہ ٹیکنالوجی کے مفید پہلوؤں کو سمجھتے اور اختیار کرتے ہوئے جماعت کے لیے مفید وجود بن جائیں۔ اس کے لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ ان کو نیکی کی راہوں پر لگانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شروع کردہ ”نظام وصیت“ کا حصہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ نے جماعت کے افراد کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی تحریک کی۔ جماعت نے اس پر والہانہ لبیک کہا اس طرح نیکیوں میں آگے بڑھنے اور برے راستوں کو چھوڑنے کی توجہ پیدا ہو گئی۔ جیسے جیسے احمدیت پھیل رہی ہے اور اس میں مختلف اقوام شامل ہو رہی ہیں۔ مختلف زبانیں سیکھنا، سمجھنا اور ان میں تراجم کی سہولت مہیا کرنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی زبان میں علم حاصل کر سکیں۔

دین کے علم میں سب سے بڑھ کر قرآن مجید ہے۔ چنانچہ آپ نے جماعت کو خاص طور پر قرآن مجید پڑھنے، سیکھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہی وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے معارف سیکھ کر دنیا کے معلم بن سکتے ہیں۔

عبادت سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور بہترین عبادت نماز ہے جو دن میں پانچ دفعہ ادا کرنا فرض کی گئی ہے۔ حضور نے آغازِ خلافت ہی سے جماعت کو نماز کی طرف توجہ دلائی تاکہ وہ خدا کے عبد بن جائیں اور شیطانی وساوس سے دُور رہیں۔

آج کل میڈیا کا دور ہے اس لیے ہر قسم کی خبروں اور اطلاعات پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ حضور ہمیں اس بارہ میں بھی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس کام میں کس طرح شامل ہونا اور کیا کرنا ہے۔ مکمل ہدایات دیتے ہیں۔ تاکہ اسلام کا دفاع صحیح طریقہ سے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور پاکیزہ زندگی کی جھلکیاں پیش کی جائیں۔ اس مقصد کے لیے ذیلی تنظیموں کو بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کرنے کی ہدایت کی۔ جس طرح خلافت رابعہ کے دور میں رُشدی نے بڑی توہین آمیز کتاب لکھی تھی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبات بھی دیئے تھے اور ایک کتاب بھی لکھوائی تھی۔ اِس قسم کی حرکتیں اب بھی ہوتی رہتی ہیں۔

حضور نے اس سلسلہ میں جماعت کی راہنمائی کے لئے 10 فروری 2006ء میں خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا کیونکہ 2005ء کے آخر میں ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ناپاک کارٹون شائع کئے گئے تھے جس پر عالمِ اسلام میں شدید ردّ عمل ہوا اور 2006ء کے شروع میں پُرتشدّد ہنگامے ہوئے۔ لہٰذا حضور نے خطبات کے

ذریعہ اسلام اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے صحیح ردّ عمل کے لئے مسلمانوں کی راہنمائی کی، آپ نے فرمایا:

”آپ میں سے ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت بیہودہ کارٹون شائع ہونے کے ردّ عمل کے طور پر اپنے آپ کو ایسی آگ لگانے والوں میں شامل کرے جو کبھی نہ بجھنے والی آگ ہو، جو کسی ملک کے جھنڈے یا جائیدادوں کو لگانے والی آگ نہ ہو جو چند منٹوں میں یا چند گھنٹوں میں بجھ جائے۔ ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہئے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔ وہ آگ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی آگ جو آپؐ کے ہر اسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔ جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔ یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہر دم آسماں تک پہنچتے رہیں۔

پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالنا ہے۔ لیکن اس کے لئے پھر وسیلہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بننا ہے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو کھینچنے کے لئے، دنیا کی لغویات سے بچنے کے لئے، اس قسم کے جو فتنے اٹھتے ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دلوں میں سلگتا رکھنے کے لئے، اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود بھیجنا چاہئے۔ کثرت سے درود بھیجنا چاہئے۔ اس پُرفتن زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈبوئے رکھنے کے لئے اپنی نسلوں کو احمدیت اور اسلام پر قائم رکھنے کے لئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ (الاحزاب 57:33) کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 10 فروری 2006ء۔ لندن۔ یوکے)

غرض دینی معاملات ہوں یا دنیا کے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر حضور ہمیں ہر قسم کے حالات سے نپٹنے اور اسلام کی اشاعت اور ترویج کے سلسلہ میں ہدایات سے نوازتے ہیں۔ یہی خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کو ایسے خلفاء عطا فرماتا ہے جو وقت اور ضرورت کے مطابق صلاحیتیں رکھتے ہیں جن کی زمانہ تقاضا کرتا ہے تا کہ وہ جماعت کی صحیح سمت میں راہنمائی کر سکیں، تازہ بتازہ ہدایات دے سکیں۔

علم کا ہر شعبہ علم ہی ہے مگر آج کے دور میں ہر قسم کی ترقّی کے لئے سائنسی علوم کی طرف خاص توجہ ناگزیر ہے۔ چین اور بھارت علم اور ٹیکنالوجی میں نئی طاقت بن کر اُبھر رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سائنسی تعلیم کے حصول کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

2019ء میں دنیا میں کرونا کی وبا شروع ہوئی۔ اس سے پوری دنیا کی معیشت اور کاروبار متاثر ہوا اور لاکھوں انسان موت سے ہمکنار ہو گئے۔ ساری دنیا کے لئے یہ سخت پریشانی کے حالات تھے۔ مگر امام جماعت احمدیہ نے اس وقت بھی اپنی جماعت کو اکیلے نہ چھوڑا۔ جب ہر قسم کے جلسے اور پروگرام بند کر دئے گئے تو ایم ٹی اے کے ذریعہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغامات اور خطباتِ جمعہ ساری جماعت کے لئے تسکین کا باعث بنتے رہے۔ آپ نے کرونا ہونے سے قبل احتیاطی ہومیو پیتھی دوائی تجویز فرمائی اور کرونا کے ہو جانے کے دوران بھی دوائی تجویز فرمائی اور سب ملکوں کی ڈسپنسری کو ہدایت کی گئی کہ تمام لوگوں میں مفت تقسیم کی جائے۔ یہ محبت، شفقت اور احساس صرف خلافتِ احمدیہ کا حصّہ ہے۔

جب خلیفۂ وقت سے ایسے کڑے حالات میں ملاقاتوں کے راستے بند ہوئے تو ہواؤں کے دوش پر ’zoom‘ کے ذریعہ دنیا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے خلیفۂ وقت سے ملاقات سے مستفید ہوئے۔ کبھی انڈونیشیا کے احباب اور خواتین سے ایم ٹی اے پر ملاقات دیکھتے، کبھی جاپان کے رہنے والے فیضیاب ہوئے۔ کبھی آسٹریلیا کے خوش نصیب دور بیٹھے حضور سے ہمکلام ہوئے۔ کبھی بنگلہ دیش کے لوگ، بچے اور بڑے حضور سے آن لائن پر ملاقات کرتے اور کبھی امریکہ، کینیڈا اور افریقہ کے لوگ ان بابرکت محفلوں کا حصّہ بنے۔ کرونا نے دنیا کو ہراساں کر دیا مگر خلافت کی برکت سے جماعت نے نئے زاویے اور نئے راستے اختیار کئے جو وقت کی اہم ضرورت تھے۔ جدید ٹیکنالوجی گویا ہمارے لئے ہی یہ سارے سامان فراہم کر رہی تھی کہ بچے بھی حضور سے ملاقات پا رہے تھے اور اپنے سوال پوچھ رہے تھے۔ مختلف ممالک کی نیشنل عاملہ کو حضور سے براہِ راست ہدایت اور راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا جو پہلے صرف حضور کے دورہ کی صورت میں چند ممالک کو مل سکتا تھا۔ واقفین اور واقفات کے ساتھ حضور کی مجالس سوال و جواب نے نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ قرآن مجید کے دروس، تعلیمی پروگراموں اور ’zoom‘ پر ہونے والی میٹنگز نے نہ صرف ہمیں اس پریشانی کے دَور میں محفوظ رکھا بلکہ گھر بیٹھے ہمارے علم میں اضافہ کا موجب بنے۔ یہ سب ہدایات اور راہنمائی ہمیں خلافت سے ملتی رہی اور مل رہی ہے۔ اور اس مشکل دَور سے جماعت گویا کُندن بن کر نکل رہی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ٹیکنالوجی نے ان حالات میں ہمیں خلافت سے اور بھی قریب کر دیا ہے کیونکہ ایم ٹی اے نے اس عرصہ میں بہت سے نئے پروگرام شروع کر دئے ہیں مثلاً

This week with Huzoor,
Around the Globe,
Friday Sermon

وغیرہ، جن سے نہ صرف ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے، مصروف رہتے ہیں بلکہ حضور کی مصروفیات اور مختلف جماعتوں اور ملکوں سے رابطہ کا علم پا کر خوشی ہوتی ہے اور اپنے پیارے امام کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت سے تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔ اسی دوران حضور نے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے سربراہان کو تبلیغی پیغام بھیجے اور خط لکھے۔ اس کے ساتھ لندن میں Peace Conference کے ذریعہ دنیا کو خاص طور پر امن کی طرف بلایا کہ دنیا کے جھگڑے اور فساد چھوڑ کر وقت کے امام کو مان کر اسلام کی امن کی تعلیم کو اپنا لیں۔ اس وقت خلیفۂ احمدیت نے امن کے سفیر کے

فرائض انجام دے تا کہ تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ جو سروں پر منڈلا رہا ہے، اُس سے بچ جائیں، خالقِ حقیقی کو پہچان لیں اور صراطِ مستقیم کو اختیار کریں۔ خدا کرے حضور کی یہ ساری کوششیں کامیاب ہوں اور دنیا امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے اور اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرانے لگے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کی ڈھال میں محفوظ ہے۔ یہ ایسی ڈھال ہے جس نے ہر طرف سے جماعت کو اپنی حفاظت میں لیا ہوا ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے منازل طے کرتی چلی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے اور ہم اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ خلافت کے ساتھ وفا، محبت، اخلاص اور اطاعت کا تعلق رکھیں۔ آمین!

*****

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2۔ صفحہ 246)

اکرام کی بارش

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے

شامل ہے مرے خون میں اس در کی محبت
سرمایہ یہ ماں باپ سے ورثے میں ملا ہے

خوش قسمتی سے دیکھے ہیں چار عہدِ خلافت
مجھ پر یہ خدا پاک کا احسان بڑا ہے

جب آنکھ کھلی راج تھا فرزندِ مسیحؑ کا
دیکھا کہ ہر اِک فرد خلیفہ پہ فدا ہے

ملتی تھی ہمیں اُن سے سگے باپ کی شفقت
درویش کے بچوں کو یہ اعزاز ملا ہے

صد شکر کہ خود مصلح موعودؓ سے میں نے
درسِ قرآں قصر خلافت میں سنا ہے

ہے یاد وہ عرفان سے بھر پور خطابت
لگتا تھا کہ بندے میں خدا بول رہا ہے

ملتی ہیں مجھے حضرتِ ناصرؒ کی دُعائیں
مجھ پر جو عنایات ہیں سب اُن کی عطا ہے

یاد آتے ہیں جیسے کہ کوئی ماں کو کرے یاد
اِک میٹھا تبسم مری آنکھوں میں بسا ہے

اِک خاص تعلق تھا عقیدت کا وفا کا
جو دل کے نہاں خانے کا اِک حصہ رہا ہے

خود سب سے محبت پہ عمل کر کے دکھایا
نفرت کو مٹانے کا ہمیں درس دیا ہے

میں حضرتِ طاہرؒ کا کروں ذکر تو کیسے
الفاظ نے پہچان کا کب ساتھ دیا ہے

میرے تو مہ و سال کچھ اس حال میں گزرے
لگتا تھا کہ اُس شخص نے جادو سا کیا ہے

لیتے تھے بہت حوصلہ افزائی سے سب کام
یہ سچ ہے کہ میں کچھ نہیں، سب اُن کی دعا ہے

بخشا مجھے تحریر کے شہزادے نے اِک پین
اِک جُہدِ مسلسل کا جو ہتھیار بنا ہے

کچھ خط ہیں جو خود دستِ مبارک سے لکھے تھے
قیمت مرے مخزن کی جواہر سے سوا ہے

راضی ہو خدا اُن سے ملے قربِ الٰہی
قدموں میں جگہ پاؤں وہاں میری دعا ہے

مولا نے ہمیں بخشا ہے اب پانچواں مظہر
دل کو مرے خود ان کی محبت سے بھرا ہے

وہ نور ہے چہرے پہ نگاہیں نہیں ٹکتیں
یہ کیوں نہ ہو اللہ تو خود ساتھ کھڑا ہے

سونپا ہے قلم وارثِ سلطانِ قلم نے
اور ساتھ اشاعت کا بھی کچھ کام دیا ہے

مجھ جیسی گنہگار پہ اکرام کی بارش
یہ سارا خلافت سے محبت کا مزا ہے

پانا ہے اگر کچھ تو اطاعت سے ملے گا
پہلوں سے سبق سیکھا ہے نسلوں کو دیا ہے

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ، امریکہ

خلفائے احمدیت کے حلف اور اوّل خطاب

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب مدیر اعلیٰ احمدیہ گزٹ کینیڈا

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطابِ خلافت

نبی اللہ و جری اللہ فی حُلَلِ الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر اکابرینِ جماعت اور اہل بیتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکیم الامّت حضرت مولانا نور الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۃ المسیح ہونے پر رضامندی، اتّفاق اور اصرار کا اظہار کیا۔امّت میں خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے ظہور پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 27 مئی 1908ء کو قادیان میں موجود احباب سے ایک تفصیلی خطاب فرمایا۔اس خطاب میں سے چند فقرے ذیل میں ہدیہٴ قارئین کئے جاتے ہیں۔تشہّد و تعوّذ کے بعد آپؓ نے آیتِ کریمہ ”وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ“ (آل عمران 105:3) کی تلاوت کی اور فرمایا:

”یہ ایک بڑا بوجھ ہے خطرناک بوجھ ہے۔اس کا اٹھانا مامور کا کام ہوسکتا ہے۔کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں۔جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں، عصا بن جاتے ہیں۔اس وقت مَردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔...اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔سو اس کے بعد میری ساری عزّت اور سارا خیال ان ہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حرّیت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے کوئی دوسرے کے لئے اور کیونکر اٹھائے۔طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یکرنگ ہونے کے لئے بڑی ہمّت کی ضرورت ہے۔میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہو جاتا ہوں کہ اوّل بیمار پھر اس قدر بوجھ۔نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام۔اِدھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر، وہاں تائیدات روزانہ موجود۔یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔اسی لئے فرمایا فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔..اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ کسی طرف ہوں۔تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔

وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔اُن میں خصوصیّت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے، شامل کرتا ہوں۔پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ۔

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔فقط۔“

(حیاۃ نورؓ تصنیف عبد القادر (سوداگر مل) مطبوعہ قادیان، صفحہ 332-335)

اس خطاب کے بعد آپؓ نے تمام حاضرین سے بیعت لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا خطابِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر 14 اپریل 1914ء کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تحت جماعت نے (سوائے چند مخصوص احباب کے) متفقہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔افق خلافت پر طلوع کے بعد آپؓ نے تفصیلی خطاب فرمایا۔اس کے چند حصّے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔آپؓ نے فرمایا:

”سنو دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپؐ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سیّد الانبیاء ایسی عظیم الشّان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتّباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ایسی شان اور عزّت ہے کہ آپؐ کی سچّی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے اور میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔پھر میرا یقینِ کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی

خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ شریعتِ اسلامی سے کوئی حصّہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتداء کرو۔ وہ نبی کریم ﷺ کی دعاؤں اور کامل تربیّت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا وہ خلافتِ حقّہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھو اور تاریخِ اسلام میں پڑھو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں ہوئی تو گھٹتی گئی۔

.... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دِل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اِس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کر سکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہاء ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

...ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لو گے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا۔

...ہماری متّحدہ دعائیں کامیاب ہوں گی اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بھروسہ رکھتا ہوں۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔

...میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں تمہیں ضرور یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لئے دعا نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جیئیں اور مسلمان مریں۔ آمین

انتخاب خلافت کمیٹی کے رکن کا حلف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کے زیرِ ارشاد مجلس مشاورت 1957ء میں انتخابِ خلافت کا ضابطہ منظور ہوا جس کے مطابق انتخاب کمیٹی کے ہر رکن کے لئے بھی ضروری قرار پایا کہ انتخابِ خلیفہ کی کارروائی سے پہلے وہ بھی ایک عہد کرے۔ چنانچہ اس کے مطابق خلافتِ ثالثہ کے انتخاب کے وقت سے جماعت احمدیہ کے خلفاء کے انتخاب سے قبل مجلس انتخاب خلافت کمیٹی کے ہر رکن سے ایک حلف لیا جاتا ہے۔ اس عہد کے الفاظ یہ ہیں:

"میں اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین سے خارج کیا گیا ہو یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو۔"

(تاریخ احمدیت مؤلّفہ دوست محمد شاہد۔ جلد23، صفحہ 149-150)

عہد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں امّت کے تجدیدی کاموں میں ایک کام یہ بھی تھا کہ آپؓ نے انتخابِ خلافت کے لئے ایک جامع کمیٹی مرتّب فرمائی اور اس کے لئے ایک عہد بھی مقرر فرمایا۔ اسی طرح اس کمیٹی کے ذریعہ منتخب شدہ خلیفہ کے لئے بھی ایک عہد مرتّب فرمایا۔

مورخہ 8/ نومبر 1965ء بعد نماز عشاء انتخاب عمل میں آیا۔ چنانچہ مسندِ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد اور بیعت لینے سے پہلے حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے منتخب خلیفہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجویز فرمودہ الفاظ میں قسم کھا کر حلف اٹھایا جس کے الفاظ یہ تھے:

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان لاتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں، باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کرتا رہوں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر کوشاں رہوں گا۔"

(تاریخ احمدیت مولفہ دوست محمد شاہد۔ جلد23، صفحہ151)

خطابِ خلافت

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر اور جماعت احمدیہ کے تیسرے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عہدِ خلافت کے بعد حاضرین سے ایک جامع خطاب فرمایا۔ آپؒ نے تشہد وتعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ میں نے آپ لوگوں کے سامنے دوہرایا ہے۔ میں حتّی الوسع تبلیغِ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا۔ اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ

ہمدردی اور خیرخواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے۔ اس لئے میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی تبلیغ، اسلام کی اشاعت اور توحیدِ الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

...اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرسکوں اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتّٰی کہ دنیا کے تمام ادیان پر غالب آجائے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ 'مصلح موعودؓ نمبر' مئی جون جولائی 2009ء صفحہ 21-23)

عہدِ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ

قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر اور جماعت احمدیہ کے چوتھے امام خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے انتخاب کے لئے 10/جون 1982ء بروز جمعرات نمازِ ظہر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں انتخاب خلافت کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ نے بحیثیت رکن انتخاب خلافت کمیٹی درج ذیل الفاظ میں حلف اٹھایا:

"میں حاضر و ناظر اور حی و قیوم خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر پختہ ایمان رکھتا ہوں۔ میں قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ میں کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جس کے متعلق یہ فیصلہ اور اعلان ہو چکا ہو کہ وہ جماعت احمدیہ کے مخالفین سے تعلق رکھتا ہے۔"

(ایک مردِ خدا: A Man of God)
حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ، مصنفہ آئن ایڈم سن، ترجمہ چوہدری محمد علی۔ اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز، اسلام آباد، یوکے، 1996ء، صفحہ 184)

منصبِ خلافت کا حلف

مورخہ 10 جون 1982ء بعد نمازِ ظہر مسجد مبارک ربوہ میں سریر آرائے خلافت ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حلف اٹھایا:

"میں اپنے حاضر ناظر اور حیّ و قیّوم خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کو اپنا جزوِ ایمان جانتا ہوں اور ان تمام لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں، گمراہ یقین کرتا ہوں۔ جہاں تک میرے بس میں ہے میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ خلافت احمدیہ تسلسل کے ساتھ قیامت کے دن تک قائم رہے۔ نیز میں اپنی پوری قوّتِ ارادی کے ساتھ یہ کوشش بھی کروں گا کہ اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔

میں یہ بھی عہد کرتا ہوں (اور یہ امر میرے فرائض منصبی میں شامل ہے) کہ تمام لوگوں کے حقوق کی حفاظت کروں گا بلا لحاظ اس کے کہ ان کا دنیوی لحاظ سے مقام و مرتبہ کیا ہے۔ وہ امیر ہیں یا غریب اور مسکین۔ مرد ہیں یا عورت۔ میں یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ دلی خلوص اور جذبے اور اپنی پوری قوّت کے ساتھ اور جماعت کے تعاون اور مدد سے قرآن کریم اور محمد مصطفی ﷺ کی احادیث، علم و عرفان اور برکات کو دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچانے کی ہر آن سعی کرتا رہوں گا۔"

(ایک مردِ خدا: A man of God
حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ، مصنفہ آئن ایڈم سن، ترجمہ چوہدری محمد علی۔ اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز، اسلام آباد، یوکے، 1996ء، صفحہ 192)

خطابِ خلافت

عہدِ خلافت کے بعد تشہد و تعوّذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"...مَیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعائیں کریں اور میرے لئے بھی دعائیں کریں کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ 2:287)

یہ ذمّہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمرؓ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے: اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب مَیں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جوابدہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں۔ لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ مَیں براہِ راست اپنے ربّ کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔ آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کے پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔

یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصوّر سے کانپ رہا ہے کہ میرا ربّ مجھ سے راضی رہے، اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک مَیں اس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر مَیں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنّت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں......"

(ماہنامہ خالد ربوہ 'سیّدنا طاہر نمبر' مارچ اپریل 2004ء صفحہ 118-117)

عہد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قدرتِ ثانیہ کے پانچویں مظہر اور جماعت احمدیہ کے پانچویں امام خلیفۃ المسیح الخامس کے انتخاب کے لئے 22/اپریل 2003ء کو نماز عشاء کے بعد مسجد فضل لندن میں انتخاب خلافت کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں بحیثیت رکن انتخاب خلافت کمیٹی حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے مندرج ذیل میں حلف اٹھایا:

"میں اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین سے خارج کیا گیا ہو یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 24 /اپریل 2003ء، صفحہ 2)

منصبِ خلافت کا حلف

تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیعت لینے سے قبل درج ذیل الفاظ میں حلف اٹھایا:

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں، باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر کوشاں رہوں گا۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 24/اپریل 2003ء، صفحہ 2)

خطابِ خلافت

اس عہد کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ (آمین)

(ایضاً صفحہ 2)

*****

خلافت

خورشید جو بجھا تو طلوعِ قمر ہوا
روشن خدا کے نور سے یوں ہر نگر ہوا

تکمیلِ فرض کر کے چلا خلد کو جو ایک
تو دوسرا ستارا نویدِ سحر ہوا

احمدؑ تیری دعا سے ہم خوش نصیب ہیں
جب غم ملا کوئی تو کوئی چارہ گر ہوا

نہ مشکلوں کا ڈر نہ اندھیروں کا خوف ہے
نورِ خدا یہ جب سے میرا ہمسفر ہوا

آساں ہیں راستے اور منزل ہے زیرِ پا
جب راہنما خلیفۂ راشد خضر ہوا

یکجہتی ارتقا کہ خلافت کے دم سے ہے
برکت سے جس کی حق کا شجر سبز تر ہوا

دیکھو اے مومنو کہ خلافت کے فیض سے
سر دین کا بلند بہ رشک و فخر ہوا

احمدؑ کے گلستاں پہ ہمیشہ رہے بہار
یہ آبِ مصطفٰی سے با برگ و ثمر ہوا

"سجدے کا اذن دے کے مجھے تاجوَر کیا"
قدموں میں تیرے خاک ہوا تو معتبر ہوا

مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمؔر شہید

"تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایت سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے ادھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ۔"

(ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بحوالہ انوار العلوم، جلد 14، صفحہ 515 تا 516)

رضائے خدا ہے، رضائے خلافت

خلافت کے بارہ میں چند حوالے

مکرم ہدایت اللہ ہادیؔ ، مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی مدیران احمدیہ گزٹ کینیڈا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر دنیا کے کونے کونے میں 27 مئی کو یوم خلافت احمدیہ کے جلسے منعقد کرتی ہے جہاں ہر احمدی بچہ، بوڑھا، جوان، مرد اور عورت خدا تعالیٰ کے حضور بڑی عاجزی اور تضرع کے ساتھ اس کی حمد و تسبیح کے ترانے گاتا ہے۔ کہ اے رحیم و کریم خدا! یہ تیرا کتنا بڑا فضل اور احسان ہے کہ تُو نے ہمیں خلافتِ حقّہ سے نوازا ہے۔ جب کہ اُمت مسلمہ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے۔

آج ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ جنہیں خلافت کی نعمتِ عظمیٰ ملی اور ہم اس کی برکات سے جھولیاں بھر رہے ہیں۔ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں خلافت کے بارہ میں قرآن کریم، آنحضرت ﷺ کی احادیثِ مبارکہ ، خلفائے راشدین، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کے چند ارشادات پیش کرتے ہیں۔

خلیفہ کے چند لغوی معانی

قبل اس کے کہ مذکورہ بالا حوالہ جات پیش کئے جائیں، ضروری ہے کہ ”خلافت“ کے لغوی معانی کو دیکھا جائے۔

خلیفہ، خلافت سے مشتق ہے۔ جس کی جمع خلفاء اور خلائف ہے۔ عام طور پر اس کے معنیٰ کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے، کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض ادا کرنے کے ہیں۔ اُردو زبان میں بیٹے کو بھی خلف الرشید کہتے ہیں۔

خلیفہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور قواعد صرف کے مطابق یہ مصدر کا صیغہ ہے۔ اس کا مادہ خ۔ل۔ف ہے اور اسی سے خَلَفَ، یَخْلُفُ، خَلِیْفَۃٌ ہیں۔

عربی کے چند مستند لغات میں اس لفظ کے جو معانی ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ القاموس الجدید

خلف : پیچھے آنے والا

الخلافۃ : نیابت، امامت، قائم مقام

2۔ لغات القرآن

خلیفہ : جانشین، قائم مقام، نائب
اس کی جمع خلفاء ہے۔

3۔ مصباح اللغات

الخلافۃ : امارت۔ قائم مقام۔ امامت

خلیفہ : جانشین۔ قائم مقام۔ بڑا بادشاہ کہ اس کے اوپر کوئی بادشاہ نہ ہو۔

4۔ لسان العرب

الخلافۃ : الامارۃ یعنی امارت

والخلیفۃ : خلیفہ کا معنیٰ وہ شخص جو اپنے سے پہلے کا قائم مقام ہو۔ اور خلیفۃ کی جمع خلائف ہے۔

الخلیفۃ السلطان الاعظم : سب سے بڑا بادشاہ

5۔ امام راغب کی مفردات القرآن

الخلافۃ کے معنیٰ دوسرے کے نائب بننے کے ہیں۔
خواہ وہ نیابت اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا محض نائب کو شرف بخشنے کی غرض سے ہو۔

6۔ ابن فارس

خَلَفَ : اگر ایک شخص دوسرے کے بعد اس کا نائب و قائم مقام ہوا۔ اس کو خلیفہ کہتے ہیں۔

7۔ المنجد

الخلافۃ : الامارۃ ۔ امارت

: النیابۃ عن الغیر ۔ قائم مقام

: الامامۃ ۔ امامت

الخلیفۃ : جو کسی کا قائم مقام ہو اور اس کا جانشین ہو۔

: امام جس کے اوپر کوئی امام نہ ہو۔ یہ مذکر ہے۔ کہا جاتا ہے ھذا خلیفۃ آخر یہ آخری خلیفہ ہے۔ اور کبھی لفظ کی رعایت سے مؤنث بھی استعمال ہوتا ہے۔ خلیفۃ آخریٰ آخری خلیفہ۔

8۔ اقرب الموارد

الخلافۃ : یعنی حکومت

: دوسرے کی نیابت کرنا خلافت کہلاتا ہے۔ خواہ وہ نیابت اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا موت کی وجہ سے ہو یا کام سے عجز کی وجہ سے ہو۔

: جو کسی کا قائم مقام ہو اور اس کا جانشین ہو۔

: یعنی سب سے بڑا بادشاہ۔ حاکم اعلیٰ شہنشاہ

: اور شرعی اصطلاح میں خلیفہ اس امام کو کہتے ہیں جس کے اوپر کوئی امام نہ ہو۔

الغرض خلیفہ کے معنے کسی کے قائم مقام ہو کر کام کرنے اور اس جانے والے کی نیابت کرنے یا امام اور بادشاہ کے ہوا کرتے ہیں۔ اور وہ وہی کام کرتا ہے جو اصل وجود کر رہا تھا۔ اور یہ نیابت یا تو اس لئے ہوتی ہے کہ اصل وہاں موجود نہیں یا اصل وفات پا گیا ہے اور اب اس کے کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لفظ خلیفہ کے درج ذیل معانی بیان فرمائے ہیں۔

1۔ جو کسی پہلی قوم یا فرد کا قائم مقام ہو۔

2۔ جو کسی بالا افسر کا اس کی زندگی ہی میں دوسرے

مقام پر اس کے احکام کے نافذ کرنے کے لئے مقرر ہو۔

3۔ جس کے بعد کوئی اس کا قائم مقام ہو۔

الف۔ خواہ اس کے اختیارات یا کام کو چلانے والا

ب۔ خواہ اس کی نسل۔

(تفسیر کبیر، جلد اول مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ 304)

قرآن کریم کی چند آیات کریمہ

قرآن کریم میں خلیفہ کا لفظ جن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اوّل : خلافتِ نبوت

خلافت بمعنیٰ نبوت یعنی نبی اور مامور کے معنوں میں

- وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ؕ (سورۃ البقرۃ 31:2)

اور یاد رکھ جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا یقیناً مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔

- يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ

(سورۃ ص 27:38)

اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

دوم : قومی خلافت

یعنی ہر قوم جو پہلی قوم کی تباہی پر اس کی جگہ لیتی ہے۔

- وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ

(سورۃ اعراف 70:7)

اور یاد کرو جب اس نے نوح کی قوم کے بعد تمہیں جانشین بنا دیا تھا۔

- وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

(سورۃ اعراف 75:7)

اور وہ وقت یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور زمین میں تمہیں آباد کیا۔

قومی جانشینی

- وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝ (سورۃ الانعام 134:6)

اور تیرا ربّ غنی اور صاحبِ رحمت ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشین بنا دے جس طرح اس نے تمہیں بھی ایک دوسری قوم کی ذریت سے اٹھایا تھا۔

- فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ؕ

(سورۃ ھود 58:11)

پس اگر تم پھر جاؤ تو مَیں تمہیں وہ سب باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ مَیں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ اور میرا ربّ تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو جانشین بنا دے گا۔ اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔

- هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ؕ

(سورۃ الفاطر 40:35)

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔

- ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

(سورۃ یونس 15:10)

پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں جانشین بنا دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

وراثتِ زمین

- أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ؕ

(سورۃ النمل 63:27)

یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔

سوم : خلافت علی منہاج النبوۃ

یعنی نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ چنانچہ مومنین سے خلافت کا وعدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ؕ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

(سورۃ النور 56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں خلافت کی برکات اور اُمتِ محمدیہ میں اعمال صالحہ بجالانے والے مومنوں سے خلافت کے وعدہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

نبی کا قائم مقام

- وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ

الْمُفْسِدِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف 143:7)

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری قائم مقامی کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر۔

اس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلافت : اللہ تعالیٰ کی رسی ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَاؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝ (سورۃ آل عمران 3 : 104)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

تفسیر کبیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے۔

”تیسری قسم کی خلافت جو تابع انبیاء کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی اس کی طرف سے مسلمان ایسے غافل ہوئے کہ آخری زمانہ میں اس قسم کی نبوت کا سرے ہی سے انکار کر دیا۔“

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 307)

خلافت کے موضوع پر چند احادیث النبویہ

آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دَور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دَور ختم ہو جائے گا اس کے بعد خلافت کا دَور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہو گی (گویا اس کا تتمہ ہو گی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم وستم کرنے والی) بادشاہت کا دَور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دَور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جبری حکومت کا دَور آئے گا۔ اور پھر یہ دورِ حکومت بھی اُٹھ جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

(مسند احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب الانذار والتحذیر، جلد 5، صفحہ 404)

یعنی اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دَور آئے گا جو ابتدائی دَور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہو گی۔ اس کے بعد راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔“

نبوت کے بعد خلافت کا قیام

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ

یعنی ”کبھی بھی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد خلافت نہ ہو۔“

(کنز العمال۔ الفصل الاوّل، حدیث نمبر 32246)

خلفاء کی پیروی کا تاکیدی ارشاد

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”کہ اے مسلمانو!

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

یعنی تم پر میری اور میرے ان خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا کی جائے گی اور جس کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کرنے والے ہوں گے تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔“

(سنن ابی داؤد کتاب السنّۃ، باب لزوم السنّۃ)

امام اور جماعت کی اہمیت

”حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آخری زمانے کی علامات کے متعلق استفسار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ رہنا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اگر ان کی جماعت نہ ہو، نہ ہی امام؟ آپؐ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ درخت کی جڑ سے چمٹے رہنا پڑے یہاں تک کہ اسی حال میں تمہیں موت آ جائے۔“

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن، باب كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ)

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔“

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث حذیفۃ بن الیمان، حدیث نمبر 22916)

خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا: مَیں ابوبکرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر مَیں

نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا ابو بکرؓ کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدا کی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔''

(صحیح بخاری۔کتاب الاحکام، باب الاستخلاف۔ حدیث 6677)

صحابہ رسولؐ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال

تاریخ اسلام کی ایک عظیم الشان شہادت اور اُمت مسلمہ کی ناکامی کا بنیادی سبب

آج سے چودہ سو برس قبل جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آپؓ کے خلاف منصوبے بننے شروع ہو چکے تھے، ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''مجھے ان لوگوں کی باتیں سن کر حیرانی ہوتی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر خلافت جاتی رہی تو یہ لوگ ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔ اس کے بعد بُری طرح قعرِ مذلّت میں گر جائیں گے۔ پھر محرومی میں عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور گمراہ ہونے کی صورت میں سب یعنی مسلمان عیسائی اور یہودی برابر ہو جائیں گے۔''

(تاریخ ابن کثیر، جلد 1، صفحہ 73)

پس خواہش تو سب کی ہے کہ انہیں خلافت کی نعمت ملے مگر خلافت خدا کی طرف سے آتی ہے اور خلیفہ خدا خود بناتا ہے۔ اور یہ عظیم الشان نعمت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہی سے وابستہ ہے اس کے سوا ممکن ہی نہیں۔

خلیفۂ وقت کی بیعت کرنا لازمی ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفۃ الرسولؐ منتخب ہوئے تو امیر معاویہؓ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہؓ کو ایک خط لکھا:

''مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے۔ جنہوں نے ابو بکرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ سے بیعت کی تھی۔ لہٰذا نہ تو حاضر کے لئے حق باقی رہ گیا ہے کہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے کہ بیعت سے رُوگردانی کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لئے ہے۔ اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی رضامندی کے لئے کافی ہے۔ اگر اُمت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعتراض یا بدعت کی بنا پر خروج کرتا ہے تو مسلمان اسے حق کی طرف لوٹا دیں گے جس سے وہ خارج ہوا ہے۔''

(نہج البلاغہ۔صفحہ 724)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات

خلافت کے اصطلاحی معنی

''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔''

(ملفوظات۔جلد 4، صفحہ 383)

اسلامی خلافت دائمی ہے

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے۔ ...

اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝

کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ يَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب اصلی تازگی پر عود کرتا ہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آجائیں۔''

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 330)

خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا

آیتِ استخلاف کے حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیاتِ قرآنیہ میں عادتِ الٰہیہ جاری ہے اس کے نیچے ایک باطنی معنے بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافت روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر یک خوف کی حالت میں کہ جب محبتِ الٰہیہ دلوں سے اٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ رو بہ دنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھ پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو۔ اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو۔ تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آجائیں۔''

(براہین احمدیہ۔حصہ سوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 260، حاشیہ نمبر 11)

انزال رحمت کا طریق: خلافت کا قیام

''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و

نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آ جائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔"

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن، جلد2، صفحہ 462، حاشیہ)

دوسری قدرت کے مظہر

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 305 تا 306)

خلافت کا مقصد

"یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے، یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 355)

خدا تعالیٰ کا خلافت کے ذریعے اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرنا

"چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین میں متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 306 تا 307)

خلفائے احمدیت کے ارشادات

خلافت کی برکات، منصبِ خلافت، نیز خلیفۂ وقت سے محبت اور اس کی اطاعت کے حوالے سے خلفائے احمدیت کے چند زرّیں ارشادات ذیل میں درج ہیں۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ ہی خلیفہ بناتا ہے، فرماتے ہیں:

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔... دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دعا سے پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔"

(اخبار بدر قادیان، 11/ جولائی 1912ء صفحہ 4)

پھر ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا:

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔"

(خطبہ عید الفطر، مورخہ 15/ اکتوبر 1909ء۔ اخبار بدر قادیان 21/ اکتوبر 1909ء، صفحہ 11)

اسی طرح آپؓ نے فرمایا:

"خلیفہ بنانے کے کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت اپنی طرف منسوب کی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے تقرر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ پس کیسے ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ لوگ خلیفہ بناتے ہیں۔"

(ماخوذ از الفضل قادیان، 10/ دسمبر 1913ء بحوالہ نظامِ خلافت اور خلافتِ احمدیہ کے سو سال، صفحہ 104)

امام کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ

نبی اکرم ﷺ کی متذکرہ بالا حدیث میں آپؐ نے آخری زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لئے امام سے وابستہ ہونے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اسی موضوع کی تشریح بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں

اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔"

(خطباتِ نورؓ، صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ وقت سے وابستگی اور اس کی اتباع کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 20/ نومبر 1946ء)

پھر، ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جب تک تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 4/ستمبر 1927ء)

خلافت کے نتیجے میں لامتناہی ترقیات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت کے نتیجہ میں لامتناہی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1984ء بحوالہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی سوونیئر، صفحہ 217)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔"

(درس القرآن مطبوعہ 1921ء بحوالہ نظامِ خلافت اور خلافتِ احمدیہ کے سو سال، صفحہ 114 تا 115)

نیز فرمایا:

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعے سے ترقی کرے گا۔"

(درس القرآن مطبوعہ 1921ء، صفحہ 72 بحوالہ نظامِ خلافت اور خلافتِ احمدیہ کے سو سال، صفحہ 48)

اطاعتِ خلافت

خلیفہ وقت کی اطاعت کی برکات کو بیان کرتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"خلافت کا نظام بھی اطاعت رسول کی ایک کڑی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2007ء بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشل، 4/ مئی 2007ء، صفحہ 7)

نیز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل کے لئے ایک ڈھال ہے۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشل لندن، 23/ مئی 2003ء، صفحہ 1)

امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو خلیفہ مقرر فرمایا ہے اُس کے ہر قول اور ہر حکم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ

"خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 2/ مارچ 1946ء، صفحہ 6)

خلیفۂ وقت کی جماعت سے محبت

جلسہ سالانہ 1914ء کے موقع پر احباب جماعت سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ وقت کے بابرکت اور دعاگو وجود باجود کے متعلق فرمایا:

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔"

(برکاتِ خلافت۔ انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 156)

خلیفہ وقت کی جماعت سے محبت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 6/ مئی 1966ء میں فرمایا:

"جس ربّ عظیم نے اس خاکسار ناکارہ کو خلافت کی کرسی پر بٹھایا ہے اسی قادر و توانا نے آپ کے دلوں میں میرے لئے محبت پیدا کی ہے میری زبان آپ کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور آپ میری آواز کو سن کر اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مجنونانہ طور پر اپنے دینی کاموں میں لگ جاتے ہیں۔"

(خطباتِ ناصرؒ، جلد 1، صفحہ 247)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کی جماعت کے لئے اور احبابِ جماعت کی خلیفہ سے محبت کے حوالے سے نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا کہ:

”جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی کوئی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ اور یہی محبت ہے جو پھر انتشار کرتی ہے، آپس میں جس طرح ایک مرکز پر شعاعیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہو کر ارد گرد پھیلیں۔ وہی کیفیت ہے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپ کے آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے۔ ... میں نے دیکھا ہے جن کو خلیفۂ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہی آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 7/اگست 1994ء، صفحہ 2)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیفۂ وقت کی احبابِ جماعت سے محبت اور ان کے لئے غیر معمولی دعاؤں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔ کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ ...

جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفۂ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ میں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔“

(خطبہ جمعہ 6/ جون 2014ء بحوالہ خطباتِ مسرور، جلد 12، صفحہ 348)

منصبِ خلافت کا مقام

خلافت کا منصب نہایت بلند اور عالی شان ہے۔ اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”میری کوئی ذاتی حیثیت نہ سہی، مگر میں اس منصب پر فائز ہوں جس کے لئے خدا ہمیشہ غیرت دکھاتا رہا اور ہمیشہ دکھائے گا۔ ایک دن بھی خلافت کا ایسا نہیں آئے گا کہ خدا اپنے خلیفہ کے لئے غیرت نہ دکھا رہا ہو۔ گو میں ایک عاجز اور حقیر انسان ہوں مگر منصبِ خلافت عاجز اور حقیر نہیں۔“

(خطاب جلسہ خواتین 1982ء۔ از روزنامہ الفضل ربوہ۔ 28/ فروری 1983ء، صفحہ 5 بحوالہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی سوونیئر، صفحہ 211)

پھر آپؒ نے ایک اور موقع پر خلافتِ احمدیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اب ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافتِ احمدیہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو و نما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدے فرمائے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 20/ جون 1982ء بحوالہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی سوونیئر، صفحہ 217)

خلیفہ وقت کا ہر فیصلہ معروف ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ”معروف“ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفۂ وقت کی غلطی سے یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ ان شاء اللہ نکلیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 26/ ستمبر 2003ء بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21/ نومبر 2003ء، صفحہ 5)

اختتامیہ

خدا تعالیٰ کے وعدے کتنے سچے ہیں۔ اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کے مطابق خدائے قادر نے قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعہ احمدیت کے درخت کو ایک بڑا درخت بنا دیا ہے اور ہر ایک ملک میں اس کی شاخیں پھیل گئی ہیں۔ خلافت کی برکت سے یہ درخت دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور قومیں اس سے برکت پا رہی ہیں اور پا تی چلی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور اس کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین!

*****

میں بھیک مانگتا رہا

پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ الودود کی احباب جماعت سے محبت۔ دعا کی قبولیت اور محیر العقول یادداشت کا ایک دلچسپ واقعہ

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ، مدیر اعلیٰ ماہنامہ النور امریکہ

جلسہ سالانہ یوکے 2007ء منعقدہ حدیقۃ المہدی غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ ہم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل تھے جو اس یادگار جلسے میں شامل ہوئے۔ اس جلسے پر ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا سرور زندگی بھر تازہ رہے گا۔ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی اپنے احباب سے یک جہتی اور قبولیتِ دعا کے ایک واقعہ کے گواہ بنے۔ خلیفۂ وقت سے جڑے ایسے حسین واقعات ازدیادِ ایمان کا ذریعہ ہوتے ہیں اظہارِ تشکر کے ساتھ کچھ روداد پیش کرتی ہوں۔ جسے آخر تک پڑھئے آپ کو پیارے حضور کی سحر انگیز یادداشت کا ایک واقعہ ملے گا۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا شوق ہم احمدیوں کی فطرت میں شامل ہو گیا ہے۔ جلسہ کا موسم آتا ہے تو احمدی حضرات غول در غول موسمی پرندوں کی طرح اُڑان بھرتے ہیں۔ قوتِ پرواز رکھنے والے ہوں یا پرشکستہ پیچھے رہنے والے، سب کا دھیان جلسے میں لگا رہتا ہے۔ ایم ٹی اے کے توسط سے جلسہ دیکھنے کا انتظام ہونے کی وجہ سے بہت سے شائقین کی حسرتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ حدیقۃ المہدی میں پہلا جلسہ جو 2006ء میں ہوا تھا۔ ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ بے حد دلفریب نظارے تھے، وسیع حسین سبزہ زار قدرت کا شاہکار نظر آتا تھا۔ اپنی چیزوں سے یوں بھی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ سارا سال انتظار کے بعد 2007ء کے جلسے میں شمولیت کے لئے ناصر صاحب اور خاکسار جلسہ سے دو ہفتے پہلے ہی لندن پہنچ گئے۔ ہماری بیٹی امۃ الصبور عمر خان کا گھر مسجد بیت الفتوح کے قریب ہے اس لیے لندن پہنچتے ہی نمازوں میں حاضر ہونے اور جلسہ سالانہ کے انتظامات کی گہما گہمی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ گہما گہمی میں بتدریج اضافہ جذبات میں تموّج پیدا کرنے لگی۔ مسجد کے وسیع ہالوں میں مہمانوں کے بستر لگے دیکھ کر پھر ڈائننگ ہال اور ٹوائلٹس کا جدید انتظام دیکھ کر ربوہ کا جلسہ بہت یاد آیا۔ وہاں کی قیام گاہوں کا منظر اور یہاں جدید طریق دیکھ کر دل سے ان بزرگوں کے لیے دعائیں نکلیں جن کے تجربات اور دعاؤں نے خوب سے خوب تر اور ترقی کی راہیں کھولیں۔ ایسی روایات قائم اور مستحکم ہوئیں جن سے دنیا بھر کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مہمانوں کو عمدگی، وقار اور عزت سے ٹھہرانے کا انتظام ممکن ہوا۔ ہم نے گھر میں مہمانوں کے لئے کچھ زائد کھانے بنا لیے۔ جلسے کے دنوں میں آنے جانے کے وقت کا ایک ایک گھنٹہ رکھ لیں تو گھر آ کر کام کا وقت نہیں ہوتا اس لیے ہر طرح تیاری کر لی۔ وفورِ شوق کا اصرار تھا کہ وقت جلدی گزر جائے اور جلسہ شروع ہو۔ سکھیوں سہیلیوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سی شخصیتیں جنہیں دیکھنے ملنے کی تمنا تھی جلسے پر آ رہی ہیں۔ جلسے پر سب سے ملاقات کا تصور ہی خوش کر رہا تھا۔ ایک دن بیت الفتوح میں اعلان ہو رہا تھا کہ حدیقۃ المہدی کے لیے خصوصی بسوں کا انتظام کیا جا رہا ہے ہم نے اس اعلان کو سرسری سا سنا کیونکہ ہمیں ہر سال جلسے پر عمر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے کثیر سے نوازے۔ اس دفعہ بھی یہی اطمنان تھا مگر اچانک اس نے یہ بتایا کہ اسے جلسے کے پہلے دن کے لیے چھٹی نہیں ملی ہے۔ تو کیا ہم جمعہ کو جلسہ پر نہ جا سکیں گے؟ یہ تصور ہی دردناک تھا۔ اور کسی صورت قابل قبول نہ تھا۔ اپنے پاس ایک ہی حربہ ہے خوب دعا کی کہ عمر کو چھٹی مل جائے ناصر صاحب نے سمجھایا کہ ایم ٹی اے پر دیکھ لیں گے مگر دل نہ مانا۔ اسی سوچ بچار میں بیت الفتوح والا اعلان یاد آیا۔ اپنے بھتیجے رشید احمد سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس انتظام کے تحت جانا آپ کے لیے مشکل ہوگا خود اس کی وین میں دو افراد کی جگہ بن سکتی تھی۔ صبور اور خاکسار اس کے ساتھ جا سکتے تھے۔ مگر یہ پروگرام کچھ مناسب نہ لگا کہ عمر ڈیوٹی پر، ناصر صاحب اور بچے گھر پر اور ہم جلسے میں۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کریں تو کیا کریں اتنے میں اللہ کے کرم سے عمر کو اپنے باس کا ٹیکسٹ ملا آپ چھٹی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے نئے حوصلے سے صبح صبح جلسے کے لیے جانے کی تیاری ہونے لگی۔ جلسہ گاہ میں بارش کا سن رہے تھے اس لیے اپنے جوڑوں کے ہم رنگ سینڈلیں الماری میں رکھ کر سردیوں کے شوز نکال لیے۔ گھر سے حدیقۃ المہدی تک کا سفر اپنے نواسوں ثمر، نصر کو جلسہ سالانہ کی اہمیت، ثمرات، برکات اور روایات کے بارے میں بتاتی رہی۔ جلسہ گاہ قریب آئی تو سڑک پر راہ نمائی کے لیے لگے ہوئے بورڈز اور ڈیوٹی پر کھڑے خدام کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ان کے لیے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھے تو ایک خادم نے گاڑی کا رخ پارکنگ ایریا کی طرف موڑنے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک وسیع و عریض پارکنگ لاٹ تھی جو جلسہ کے مہمانوں کی گاڑیوں کے لیے کرایہ پر لی گئی تھی۔ گاڑی کھڑی کی تو ایک خادم نے ہدایت دی کہ آپ قطاروں میں کھڑے ہو جائیں جلسہ گاہ پندرہ میل کی مسافت پر ہے شٹل سروس آپ کو جلسہ گاہ لے جائے گی اور واپسی پر پھر اس پارکنگ ایریا میں لے آئے گی۔ ہم قطار میں کھڑے ہو گئے ہم سے آگے بھی لمبی قطار تھی اور پیچھے تو دور تک بنتی چلی گئی۔ کافی وقت گزرنے پر ایک انگریز پولیس والے نے ہمیں سمجھایا کہ کچھ مسائل ہو گئے ہیں آپ صبر سے کام لیں۔ بہت جلد بسوں کا انتظام ہو جائے گا۔ ناکافی بسوں اور جوق در جوق آنے والے ریلے کو دیکھ کر اسے تشویش ہوئی ہو گی کہ کوئی بدمزگی نہ ہو۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ہم صبر اور نظم وضبط کے تربیت یافتہ ہیں اطاعت کرنا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکلیفوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تاہم اس کے صبر کی تلقین سے یہ اندازہ ہو گیا کہ صبر کی غیر معمولی مقدار درکار ہو گی۔ خدا خدا کر کے ایک بس آئی ڈیوٹی والے خادم یہ اعلان کرتے رہ گئے کہ پہلے ضعیف لوگ اور بچوں والی خواتین بیٹھ جائیں مگر اس پر عمل نہ ہو سکا۔ بس کے اندر ایک سیٹ پر ایک خاتون کو بیٹھنے کی اجازت تھی اور کوئی کھڑی نہ ہو سکتی تھی۔ اس پابندی پر کراچی کی بسیں

یاد آئیں جن کی سیٹوں پر سواریوں کی گودوں میں بھی سواریاں بیٹھ سکتی ہیں اور جتنے چاہیں کھڑے ہو جائیں، یہی نہیں، چھت پر اور دروازوں سے لٹک کر بھی سفر کر سکتے ہیں آزاد ملک ہے آزادی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بس چلی تو ہم نے پیچھے لگی لمبی قطاروں پر فاتحانہ نظر ڈالی۔ اب ہماری منزل حدیقۃ المہدی تھا ہماری بس پُر پیچ الف لیلوی گلیوں کے کچے پکے راستوں پر بڑی شان دلربائی سے رینگنے لگی۔

بس میں موجود خادم جو ٹریفک کے کوئی ذمہ دار عہدے دار تھے بیک وقت رواں انگلش اور ٹھیٹھ پنجابی میں احکامات صادر کر رہے تھے۔ بہت وقت لگا پھر بس نے ہمیں ایک وسیع کیچڑ زار میں یہ کہہ کر اُتار دیا۔

'یہاں صبر کے امتحاں اور بھی ہیں!'

ہم حدیقۃ المہدی پہنچ گئے تھے سر سبز درخت، ابر آلود آسمان اور بڑی بڑی مارکیز نظر آ رہی تھیں۔ مگر مارکیز تک پہنچیں کیسے؟ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ رجسٹریشن کاؤنٹرز پر خواتین مستعدی سے کام میں مصروف تھیں۔ کارکنات نے لمبے لمبے بوٹ پہن رکھے تھے وہیں یہ علم ہوا کہ ان کو ولنگٹن کہتے ہیں (وجہ تسمیہ پر غور نہیں کیا) باقی خواتین اپنے معمول کے جوتوں میں چھپ چھپ کیچڑ میں چلتے ہوئے سب کام کر رہی تھیں۔ کیچڑ سے بچانے اور راستہ بنانے کے لیے پلاسٹک اور ربڑ کے میٹس سے جو پگڈنڈیاں بنائی گئی تھیں وہ بھی کیچڑ میں ڈوب گئی تھیں۔ کئی جگہ توازن قائم رکھنا مشکل ہو گیا تو صبور کا ہاتھ پکڑا۔ اس کا بھی میرے والا ہی حال تھا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔

'اے مری ہم رقص مجھ کو تھام لے'

کئی جگہ چپلیں اور سینڈلیں کیچڑ میں لاوارث پڑی نظر آئیں یقیناً ان کو ساتھ لے کر چلنا اتنا مشکل ہو گیا ہو گا کہ تعلق توڑنا بہتر لگا ہو گا۔ ایک خاتون اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی یہ اپنا تھیلا سنبھالو میں گر گئی تو کہو گی میری شال گندی کر دی ہے۔

'تھیلے کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلی میں'

اور اس کے ساتھ ہی وہ پھسل گئیں مگر بیٹی کی شال بچ گئی۔

اس دن ایک اور نئی چیز کا تعارف ہوا وہ رکشے نما ایک گاڑی تھی جسے بگھی کہا جا رہا تھا اسے لڑکیاں چلا رہی تھیں اور جہاں کوئی عمر رسیدہ یا مشکل سے چلتی ہوئی خاتون نظر آتیں وہ اسے بگھی میں بٹھا لیتیں۔ اور منزل پر پہنچا دیتیں۔ عام حالات میں تو کوئی خاتون کم ہی یہ تسلیم کرتی ہے کہ عمر زیادہ ہو گئی مگر اس دن تو یہ حال تھا کہ کم عمر بھی یہ سوچ رہی تھیں کہ کاش ہم اس میں بیٹھ سکتے۔ زیادہ مشکل میں پُش چیئر والی مائیں تھیں بچوں کے ساتھ ان کے بیگ اور پرس وغیرہ سنبھال کر چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ جوں توں جلسہ کی مارکی تک پہنچے یہاں یہ اچھا انتظام تھا کہ جوتوں کے لیے پولیتھین کے بیگ تھما دیے گئے۔ جلسہ گاہ پر نظر پڑتے ہی دل خوش ہو گیا اسی منظر کے لیے تو آنکھیں ترستی تھیں شناسا مسکراتے چہرے، کھلی باہیں، اسلام علیکم کے تحفے سب کچھ موجود تھا۔ فوراً ہی اذان ہو گئی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور امامت میں نماز جمعہ ادا کی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ وقفہ ہوا تو زوروں کی بھوک لگ چکی تھی۔ کھانے کی مارکی کچھ فاصلے پر تھی اور حال وہی تھا۔

اک اور دریا کا سامنا تھا منیؔر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر خانہ کی دال روٹی کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہ کھانا ساری عمر بڑے شوق سے کھایا ہے مگر کیچڑ میں کھڑے ہو کر پہلی دفعہ کھایا، آنے جانے والی خواتین کے جوتوں سے اُڑنے والا کیچڑ کپڑوں کے نقش ونگار میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد ہاتھ دھونے گئے تو دیکھا کہ واش بیسن مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔ لگتا تھا کہ خواتین نے ان میں جوتے دھوئے ہیں۔ ہم نے لاہور اور فیصل آباد میں بارش کے بعد کے مناظر دیکھے ہوئے ہیں اس لیے یہ غنیمت لگا کہ یہ کیچڑ کالا اور بدبودار نہ تھا بلکہ اپنے حدیقہ کی مٹی تھی۔ ہم خوش نصیب تھے کہ اس مٹی میں لت پت تھے۔

جلسہ کی کاروائی کے بعد یہ طے تھا کہ ہم بس سٹینڈ پر آ جائیں ناصر صاحب، عمر اور بچے بھی وہیں ملیں گے۔ چلتے چلتے ایک نظر سٹالز پر ڈالی سامان تو چمک رہا تھا مگر اس کو خریدنے والے یہاں پہنچ نہ سکتے تھے۔ پتہ نہیں خاطر خواہ خرید وفروخت بھی ہوئی ہو گی یا نہیں۔ راستے میں گرتے پڑتے بہت سی خواتین سے ملاقات ہوئی بس سٹاپ پر بھی ایک جم غفیر تھا۔ بسیں بھی کافی تھیں انتظامیہ مصروف عمل تھی یہاں بھی خواتین کو پہلے سوار کرنے کا انتظام تھا۔ جلدی ہی ایک بس میں صبور کا ہاتھ پکڑے سوار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ خیال تھا کہ ہم پارکنگ لاٹ میں پہلے پہنچ کر اپنی گاڑی تلاش کریں گے اتنے میں مرد حضرات بھی آ جائیں گے مگر بعد کے واقعات ان توقعات سے بہت مختلف تھے۔ ایک غلطی جس کا خمیازہ بھگتنا پڑا یہ ہوئی کہ گاڑی کی چابی لینے کا خیال نہ آیا۔ اگر ہمارے پاس چابی ہوتی تو ہم گاڑی کھول کر بیٹھ جاتے مگر اب تو غلطی ہو چکی تھی۔ اب سنئے پارکنگ لاٹ میں کیا گزری۔ گاڑی کے پاس کھڑے کھڑے بارش شروع ہو گئی بھیگنے لگے تو درختوں کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ آہستہ آہستہ بارش تیز ہو گئی۔ بچپن میں بارش میں نہانے کا بڑا مزا آتا تھا مگر پکی عمر میں پھر لندن کی ہلکی ہلکی خنکی میں بارش میں بھیگنے کا تجربہ بالکل اچھا نہیں تھا۔ نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جہاں بسوں کو رُک کر سواریوں کو اتارا جاتا تھا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ کھڑے کھڑے بھیگتے بھیگتے تھک گئے۔ شام کا ملگجی اندھیرا گہرا ہونے لگا۔ رات نے اپنی زلفیں کھول دیں۔ بھیگے موسم میں پیا کا انتظار، انتظار، انتظار یہ سب باتیں شاعری میں اچھی لگتی ہیں مگر ہوتی بہت دشوار ہیں۔ رابطہ کرنے کے لیے فون کرتے تو جواب میں ٹیپ چلتی کہ لائینیں مصروف ہیں۔ ساری پارکنگ لاٹ میں کبھی کبھار کوئی نظر آتا۔ وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا اور وہ جو ایک مشغلہ تھا کہ بس کھڑی ہو تو اپنا جیون ساتھی تلاش کریں وہ بھی ہاتھ سے گیا۔ ناصر صاحب کے لیے اس قدر بے چینی سے انتظار کرنے کا اتفاق کم ہی ہوا تھا وہ بھی دیکھ لیتے تو خوش ہوتے۔ ہمیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ دیر ہونے کی وجہ کیا ہے، خیر تو ہے؟ وہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ بارش نے برقع اور لباس کی حدوں کو پھلانگ لیا تو ہلکی سی کپکپی مسلسل ساتھ لگ گئی۔ چاند تارے بادلوں کی اوٹ میں بے بس تھے۔ ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ ٹیکسٹ میسج ملنے لگے۔ پتہ چلا کہ ادھر بھی وہی حال ہے۔ بسوں کی کمی کی وجہ سے باری باری سوار کروا رہے ہیں۔ میں نے اپنے بھتیجے رشید کو پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اس نے بتایا کہ گرم کمرے میں ایم ٹی اے لگا کر سارا منظر دیکھ رہے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں اور یہ کہ وہ جلسہ گاہ پہنچ ہی نہیں سکے تھے۔ پارکنگ لاٹ تک پہنچنے میں اتنا وقت لگ گیا تھا کہ وہ وہاں سے واپسی پر گاڑی نکالنے کا حشر سوچ کر واپس چلا گیا تھا۔ میں نے اس بات کا شکر کیا کہ اس کا مشورہ مان کر بیت الفتوح والی بسوں میں نہیں آئی اور اس پر بھی کہ اس

کے ساتھ نہیں آئی پھر اتنا جلسہ بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس کے کھانا کھانے کے ذکر سے اپنی بھوک چمک اُٹھی مگر اس وقت ماہ رمضان کی مشق یاد آ گئی۔ ہم نے دیکھا کہ اندھیرے میں کچھ بچے ہر گاڑی کے قریب جاکر اپنے امی ابو کو تلاش کر رہے تھے اسی طرح ایک ماں زور زور سے اپنے بچوں کو آوازیں دے رہی تھی ۔اتنے میں دیکھا تو دو اجنبی مرد ہماری طرف چلتے ہوئے آ رہے تھے ہم کراچی والوں کو بڑا ڈر لگا مگر وہ بچارے ہماری خیریت پوچھنے آئے تھے۔ اُن کا بھی ہمارے والا حال تھا پہلے آ گئے تھے اور اب اپنی خواتین کے انتظار میں کھڑے تھے۔ جب اچھا خاصا بھیگ گئے تو خیال آیا کہ ہم نے صرف ایک غلطی نہیں کی کہ چابی نہیں لائے چھتریاں بھی گاڑی میں تھیں۔صبور اشاروں کی زبان سے بات سمجھاتی ہے بار بار اپنے بچوں کو ٹھنڈ لگ جانے کا فکر کر رہی تھی کیونکہ ان کی جیکٹیں بھی گاڑی میں تھیں۔ یہ سب فکر کیا کم تھے کہ جنگل سے عجیب عجیب آوازیں آنے لگیں ہمیں وہاں کھڑے پانچ گھنٹے ہو گئے ہوں گے۔قریب ہی ایک گاڑی کی لائٹیں آن ہوئیں۔ اس میں دو خواتین آ کر بیٹھیں اور اپنے مردوں کا انتظار کرنے لگیں۔ اُن پر بہت رشک آیا۔تھوڑی دیر جھجکنے کے بعد میں نے اُن سے پوچھا کیا ہم کچھ دیر آپ کی گاڑی میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا بھلا کرے ہمیں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ اُس وقت گرم گاڑی میں بیٹھنا بہت نعمت لگا۔

دل سے ایک بے ساختہ دعا نکلی کہ ناصر اور عمر، ان کے مردوں سے پہلے آ جائیں تا کہ ایک دفعہ پھر ہمیں بارش میں نہ کھڑا ہونا پڑے اور یہ دعا فوراً قبول ہو گئی ہماری گاڑی کی بتیاں روشن ہو گئیں ہم نے اُن خواتین کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے اپنی گاڑی میں آ گئے۔ بچے بری طرح بھیگے ہوئے تھے بلکہ کانپ رہے تھے خیال تھا کہ بیٹھتے ہی تھکن، بوریت، کوفت، موسم اور انتظام میں خامیوں کا شکوہ شروع ہو جائے گا۔ مگر یہ تو سب بہت خوش تھے اور خوشی کی وجہ جو بتائی وہ ساری عمر خوش رہنے کے قابل تھی۔ ناصر صاحب نے بتایا کہ جب وہ سر پر رومال رکھے بارش میں کھڑے تھے تو پیارے حضور کیچڑ میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ اُن کو اپنے درمیان دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سب کو تسلی دی اور ناصر صاحب کی طرف دیکھا کہ سر پر رومال رکھ کر بارش سے بچنے کی کوشش میں ہیں فرمایا:

آپ چھتری کیوں نہیں لائے تھے۔

انہوں نے عرض کیا صبح فورکاسٹ میں بارش نہیں تھی۔

حضور نے فرمایا:

یہاں کا موسم بہت بے اعتبار ہے۔

پیارے حضور کو جب علم ہوا ہوگا کہ لوگ بارش میں بھیگ رہے ہیں تو اپنا آرام چھوڑ کر باہر آ گئے سب کا حوصلہ بڑھایا خود بھی بارش میں کھڑے رہے۔ حضور انور کو اپنے درمیان پاکر ساری توجہ آپ کی طرف ہو گئی پھر تو بسیں لیٹ ہونے کی کسے پرواہ تھی۔

گھر پہنچ کر ایم ٹی اے آن کیا تو اعلان ہو رہا تھا کہ لندن میں رہنے والے کل جلسہ اپنے گھر یا مساجد میں دیکھیں۔ بہت بڑے طوفان کی پیشگوئی ہے۔ ہم نے ہفتے کا جلسہ گھر پر اور اتوار کا بیت الفتوح میں سُنا۔ اس کے بعد جہاں بھی گئے جس سے بھی ملے جلسہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ سب کی کہانی الگ تھی۔ وہ بھی تھے جو سارا دن گاڑیوں میں ٹریفک میں پھنسے رہے، آدھی رات کو واپس آئے، جلسہ گاہ تک پہنچ بھی نہ سکے۔ خیر ہماری کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بے حد اہم بات یہ ہے کہ ہم حضرت صاحب کی دعا کی قبولیت کے چشم دید گواہ بن گئے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے گھر کے افراد کی عمریں آٹھ سے ستر سال تک تھیں اور ہم گھنٹوں بارش میں بھیگتے اور سردی میں ٹھٹھرتے رہے تھے، ڈر تھا کہ سب بیمار پڑیں گے مگر کسی کو ایک چھینک بھی نہ آئی کیونکہ جب ہم گھر آ کر گرم کمروں میں سو گئے تھے ہمارے آقا اللہ تعالیٰ سے ہماری صحت و عافیت کی بھیک مانگ رہے تھے۔ ہماری سلامتی کی دعائیں کر رہے تھے۔

بے خبر نہیں تھا وہ چاہتوں کی شدت سے
چاند نے بھی ساری رات جاگ کر گزاری ہے

یہ ہیں خلافت کی برکات۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس برکت سے متمتع ہونے اور ان نعماء پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین!

24 اگست 2007ء کے خطبہ جمعہ میں پیارے آقا نے بھیگنے والوں کو یاد فرمایا:

”عورتیں بچے بسوں کے انتظار میں کئی کئی گھنٹے بارش میں بھیگتے رہے اور بڑے آرام سے کھڑے رہے۔ معمولی سا کہیں واقعہ پیش آیا ہو گا لیکن عمومی طور پر بڑے آرام سے انتظار میں کھڑے رہے بعض چار پانچ گھنٹے تک کھڑے رہے بلکہ اکثر نے شاید رات کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ تو اُن کو یوں کھڑا دیکھ کر کچھ دیر کے لئے مَیں بھی ان کے پاس گیا تو یوں کھڑے ہنس رہے تھے اور خوش تھے جیسے انتہائی آرام دہ موسم میں کھڑے ہوں، حالانکہ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت بھی عجیب جماعت ہے۔ پیار آتا ہے اس جماعت پر۔ بچوں کو، بوڑھوں کو عورتوں کو بھیگتے دیکھ کر مجھے بے چینی شروع ہوگئی تھی بلکہ پوری رات ہی بے چینی رہی۔ مَیں استغفار بھی کرتا رہا، اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت و سلامتی کی بھیک بھی مانگتا رہا کہ اس موسم کی وجہ سے ان کو تکلیف نہ ہو۔ اگلے دن کی حاضری دیکھ کر تسلی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور عمومی طور پر لوگ کل کے موسم کی شدت سے محفوظ رہے، وہی چہرے اکثر نظر آ رہے تھے۔ تو اس بات پر بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے موسم کے بد اثرات سے عمومی طور پر ہمیں محفوظ رکھا۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن۔ 24/اگست 2007ء)

قارئین کرام! آپ نے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جماعت سے پیار کا یہ واقعہ پڑھا۔ اب جو بات لکھ رہی ہوں وہ آپ کی طلسماتی یاد داشت اور حاضر دماغی کا محیر العقول واقعہ کا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ذہن میں یہ رکھ کر پڑھئے کہ بارش میں بھیگنے والا واقعہ جولائی 2007ء کا ہے۔ اور اب بات ہو گی جولائی 2015ء کی۔ یعنی دونوں باتوں میں آٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ جلسہ سالانہ یوکے 2015ء میں شمولیت کی سعادت پانے والوں میں خاکسار کا بڑا بیٹا، بہو اور بچے بھی شامل تھے۔ جلسے کے بعد 27/اگست کو حضرت

خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی نعمت میسر آئی۔ ملاقات کے دوران ڈیوٹی دینے والوں کی حسن کارکردگی کا ذکر ہؤا تو بہو محترمہ فوزیہ منصور صاحبہ نے انتظامات کے عمدہ ہونے کے ذکر میں اپنا ایک اچھا تجربہ عرض کیا کہ 'حضور میں ابھی گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی کہ بارش شروع ہوگئی ایک ڈیوٹی دینے والے لڑکے نے جو مجھے جانتا بھی نہیں تھا اپنی چھتری مجھے تھمادی اور کہا کہ آپ گیٹ تک پہنچیں گی تو میں بھاگ کر آپ سے چھتری لے لوں گا۔ اس طرح میرا بارش سے بچاؤ ہوگیا اور اس نے گیٹ پر آ کر اپنی چھتری لے لی۔'

حضور نے مسکرا کر فرمایا:

اس نے سوچا ہوگا آپ کے سسر بارش میں بھیگے

تھے آپ بھی نہ بھیگیں!

ملاقات کے بعد وہ بہت حیران ہوئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا۔ ایسا کیا ہوا تھا اور کب کی بات ہے؟ پھر مجھے بھی ساری بات بتا کر پوچھا کہ یہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟

بات تو مجھے فوراً یاد آگئی مگر حیرت کے سمندر میں ڈوبی کہ بولا ہی نہ جارہا تھا۔ سچ ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور پھر حضرت مسرور کے ساتھ تو انی معک یا مسرور کا وعدہ بھی ہے۔ ناصر صاحب بھی حیران ہو کر بار بار کہہ رہے تھے۔ ہم جیسے حقیر فقیر بھی حضور کو یاد رہے۔ تھا تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ مگر اس ایک جملے میں شکر کے کئی پہلو ہیں۔ جو ہمارے خاندان کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہیں۔

اگر ہر بال ہوجائے سخن ور

تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

آپ کی دعا کی قبولیت، تبحرِ علمی، یادداشت، قیافہ شناسی، ذرہ نوازی اور حسن سلوک کے نادر و نایاب واقعات زبان زدِعام ہیں۔ جنہیں سن کر دل حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو خیر و عافیت کے ساتھ بابرکت بامراد طویل زندگی سے نوازے اور ہم پہلے سے بڑھ کر آپ سے فیض پاتے رہیں۔ آمین اللھم آمین!

*****

بقیہ از اطاعتِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافتِ احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!"

(بحوالہ احمدیہ گزٹ مئی و جون 2003ء)

سبھی اطفال اور خدام اور انصار حاضر ہیں

ہے وابستہ سبھی کی ہر نگہداری خلافت سے

ہماری زندگی نے پائی ہر برکت خلافت کی

ہماری بندگی میں آئی بیداری خلافت سے

(کلام صابر ظفر صاحب، ماہنامہ انصار اللہ ربوہ۔ جون 2008ء)

خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں :

"جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا"۔ (حضرت عمرؓ نے) "مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔" (خطبات محمودؓ، جلد 4، صفحہ 72، 73)

پیارے بچو! اس مہینہ کی 27 تاریخ کو جماعت احمدیہ میں یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ آج سے 115 سال پہلے 27 مئی 1908ء کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں نظام خلافت جسے قدرتِ ثانیہ بھی کہا جاتا ہے، شروع ہوا جو ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر ہم جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہمیشہ اس نعمت کے ساتھ وابستہ رہنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ پیارے حضور سے تعلق بنانے کے لیے بہترین طریق حضور انور کے خطباتِ جمعہ اور کلاسز کو باقاعدگی سے سننا اور حضور کو خط لکھنا ہے۔

حضورِ انور سے تعلق بنانے کا بہترین طریقہ

ایک طفل نے سوال کیا کہ حضورِ انور سے تعلق بنانے کا بہترین طریقہ کون سا ہے کہ حضور کو علم ہو کہ میں کون ہوں؟

حضورِ انور نے فرمایا (مجھے یہ تعارف ہونا چاہئے کہ) آپ کون ہیں۔ آپ کو مجھے باقاعدگی سے لکھنا چاہئے۔ اور کسی وقت کوئی اچھا لطیفہ بھی بھجوا دیا کریں یا اچھی تحریر بھی۔ یوں مجھے یاد رہے گا کہ آپ وہ ہو جس نے مجھے یہ لکھا تھا۔ اگر آپ کو پسند ہو تو اپنے خط پر اپنی تصویر بھی بھجوا دیا کرو۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 24 فروری 2023ء)

ہم حضور کا پیار کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر لو تو سارے پیار تمہیں مل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس طرح کہا ہے کہ میری عبادت کرو اس طرح نمازیں پڑھا کرو۔ پانچ نمازیں پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ کا پیار تمہیں مل جائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار اور محبت عطا فرمائے اور پھر مسیح موعود علیہ السلام کا اور پھر خلافت کا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو پھر اللہ تعالیٰ دے دے گا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2022ء)

خلفائے احمدیت کے اسماء

- حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفۃ المسیح الاوّل)
- حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی)
- حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفۃ المسیح الثالث)
- حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفۃ المسیح الرابع)
- حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (خلیفۃ المسیح الخامس)

ممالک کے نام تلاش کریں جن میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ دورہ جات کر چکے ہیں

س	ت	ن	ز	ا	ن	ی	ہ
ل	ک	ی	ن	ی	ڈ	ا	ب
د	ق	و	ت	ا	گ	م	ھ
ب	ھ	س	ف	ت	د	ر	ا
ح	ض	ج	ر	م	ن	ی	ر
ڈ	خ	ا		ژ	ی	ک	ت
ش	س	پ	ن	ش	و	ہ	ظ
ر	پ	ا	س	ج	ز	ے	ع
ب	ی	ن	ن	غ	ی	گ	ص
ق	ن	غ	ف	پ	ل	ی	ع

غانا، نیوزی لینڈ، تنزانیہ، کینیڈا، بھارت، امریکہ، جرمنی، فرانس، سپین، بینن

کوئز

1۔ یوم خلافت کس مہینہ کی کس تاریخ کو منایا جاتا ہے؟

2۔ خلیفہ وقت سے تعلق پیدا کرنے کا بہترین طریق کیا ہے؟

3۔ خلفائے احمدیت کے نام لکھیں؟

4۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کئی ممالک کے دورہ جات کیے ہیں ان میں سے کوئی سے 5 ممالک کے نام لکھیں۔